

عورت اور آزادی

مصنفہ

علامہ غلام مصطفیٰ قادری رضوی

مدرسہ مدینۃ العلوم پھول پورہ، بآسنی، ضلع ناکور (راجستھان)

تقدیر

ماہر رضویات علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب دامت برکاتہم

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

نام کتاب

عورت اور آزادی

مرتب

علامہ غلام مصطفیٰ قادری رضوی

تقدیم

ماہر رضویات علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب

سن اشاعت

شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ / اگست ۲۰۰۹ء

تعداد اشاعت

۳۵۰۰

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

پیش لفظ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

عرب کے ایک مفکر نے کہا:

الْأُمُّ مَلْرَسَةٌ إِذَا هَذَّبَتْهَا أَغْدَدَتْ شَعْبًا طَيِّبَ الْأَعْرَاقِ

ماں ایک مدرسہ ہے اور جب ماں کو آپ کو مہذب بنا دیں (اصلاح کر دے) تو آپ نے تیار کر لیا ایک قوم کو جو کہ پاکیزہ ہے۔

موجودہ حالات میں عورت کی تعلیم پر زور تو ہر طرف سے دیا جا رہا ہے مگر یہ بھی ایک لمحہ فکریہ ہے کہ کونسی تعلیم ہے جس سے عورت کا عورت ہونا محفوظ رہتا ہے اور وہ کونسی تعلیم ہے کہ جس سے عورت اپنے نام سے ہی محروم ہو جاتی ہے۔ بقول ڈاکٹر اقبال۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے مازن

کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

اللہ تعالیٰ نے جن عورتوں کو بہترین عورتوں میں شمار کر دیا اُن کے کردار کا مطالعہ ضروری ہے جن میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جو کہ اگرچہ فرعون کے گھر میں تھیں اُن کا ایمان لانا اور سختیاں برداشت کرنا قابل مطالعہ ہے۔ دوسری حضرت مریم کی پاکدامنی کا تذکرہ جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ بھی ہیں اور انتہائی مطہج و فرمانبردار بندوں میں شمار ہوئیں۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کی والدہ محترمہ حیا دار و صدق و صفا کی پیکر کہ آپ اپنی قوم میں شادی سے قبل بھی حکیمۃ القوم یعنی پوری قوم میں عقلمند و دانا شمار ہوئی تھیں اور ”البدایۃ والنہایۃ“ میں یوں بیان کیا گیا کہ وہی یومئذ سبیلۃ نساء قومہا کہ اپنی قوم کی سیدہ و سردار ہیں۔

اسی طرح حضور علیہ السلام کی ازواج مطہرات کہ جن سے Direct اللہ تعالیٰ نے ”یا نساء النبی“ سے خطاب فرمایا اور خصوصاً حضرت خدیجہ الکبریٰ و حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عظیم کردار کہ جب حراء سے سید عالم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور دعوت حق کا اظہار کیا

کرتے ہیں تو سب سے پہلے دعوت حق پر لبیک کہنے والی عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہی تھیں جو کلاً وَ اللّٰہِ مَا یُخْزِیْکَ اللّٰہُ اَبَدًا سے نعت رسول بیان کر رہی تھیں اور ساتھ ہی یہ سبق کہ جس وقت شوہر کو کوئی اہم معاملہ پیش آئے تو یہ نہیں کہ اس کے خلاف ہو جائیں بلکہ اُس کا ساتھ دیں یعنی اچھے کام میں ساتھ دیں حوصلہ بڑھائیں۔

اسی طرح صدیقہ کائنات اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کردار دیکھیں تو دین کا ۲۵ فی صد حصہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ۲۲۱۰ روایات پر مشتمل ہے اور بعضوں نے کہا کہ نصف دین اُن کی روایت سے ہے اور حضرت مسروق تابعی کو سنئے کہ وہ قسم اٹھاتے تھے کہ مجھے خدا کی قسم میں نے اصحاب رسول کو دیکھا ہے وہ فرائض کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فتویٰ لیتے تھے۔ اسی طرح آلِ رسول سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہراء کے بارے میں یہ بات موجود ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ أَحَدًا كَانَ أَصْدَقَ لَهَا مِنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِلَّا أَنُ

يَكُونُ الْبَنَى وَلَدَهَا

مجھے سب سے زیادہ سچا لہجہ جن کا ملا ہے میرے (مطالعہ کے) مطابق وہ حضور علیہ السلام کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

مگر آج کی عورت کو ”تاریخ النساء حول النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ دے دی جائے تو ہاتھ تک نہ لگائیں گی کہ عمل نہ کرنا پڑ جائے۔ اگر عورت کو کردار کے حوالہ سے دیکھا جائے تو اُس کی ہر حیثیت پر چاہے ماں ہو بیٹی ہو، زوجہ ہو یا بہن بہر صورت اسلام نے اُس کے احکام وضع فرمائے ہیں، نیز پیدائش سے لے کر بلوغت و نکاح و بعد نکاح زندگی و سفر و حضر و موت تک کے احکامات شرع نے بتا دیئے، اب عورتوں کو چاہئے کہ جدید NGO's اور Womenright کو غلط انداز میں تشریح کرنے والے اداروں کے بجائے اسلام کا مطالعہ کریں۔ شرعی پردہ و شرعی آزادی کا صحیح مطلب سمجھیں اور مردوں کو بھی چاہئے کہ ”الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ“ کی ذمہ داریاں پوری کریں ورنہ یہ بات صادق آتی ہے کہ بقول اکبر الہ آبادی۔

بے پردہ نظر آئیں چند بیبیاں اکبر زمین میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا کہنے لگیں کہ وہ مردوں کی عقل پر پڑ گیا
ایک اعرابی سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کیسی ہونی چاہئے تو کہنے لگا:

أَفْضَلُ النِّسَاءِ أَطْوَلُهُنَّ إِذَا قَامَتْ وَ أَعْظَمُهُنَّ إِذَا قَعَدَتْ
وَ أَصْدَقُهُنَّ إِذَا قَالَتْ أَلْتِي إِذَا ضَجَّكَتْ تَبَسَّمَتْ
وَ إِذَا حَوَدَتْ أَلْتِي تَطْلُعُ زَوْجَهَا
وَ تَلْزَمُ بَيْتَهَا أَلْعَزِيزَةُ فِي قَوْمِهَا
الدَّلِيلَةُ فِي نَفْسِهَا الْوَلُودُ أَلْتِي كُلُّ أَمْرٍ مَحْمُودٌ

ترجمہ: عورتوں میں افضل وہ جو کہیں کھڑی ہو جائے تو طویل القامتہ ہو اور
جب کہیں بیٹھے تو عظیم المرتبت ہو اور بات کرے تو سب سے سچی ہو اور ہنسنے تو
مسکراہٹ بکھیرے اور زوج کی مطیع و فرمانبردار اور گھر کی ذمہ داری کو لازم
پکڑ لے اپنی قوم میں ہر دل عزیز اور اپنی نظر میں ذلیل زیادہ بچے جننے والی ہو
اور اس کا ہر معاملہ قابل تعریف ہو۔

ان صفات کو شرعی بیانا پر میزان میں تولے تو ہر صفت وہ نظر آئے گی جو ایک مسلمان
خاتون میں ہونی چاہئے اور قرآن کی آیات اور نبی ﷺ کے ارشادات انہی باتوں کی تعلیم
دیتے ہیں جو زیر نظر کتاب میں مصنف نے مکالمہ کی صورت میں قلمبند فرمائے ہیں۔ یہ کتاب
”عورت اور آزادی“ جمعیت اشاعت اہلسنت کے مفت سلسلہ اشاعت کی 184 کڑی ہے،
یہ کتاب یقیناً عورتوں اور مردوں کے لئے مفید ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف و جمعیت اشاعت اہلسنت
کے شعبہ نشر و اشاعت کے کارکنان و علماء کی سعی کو قبول فرمائے، آمین

الفقیر محمد مختار اشرفی

(ناظم جامعہ النور)

تقدیم جلیل

ماہر رضویات، مناظر اہل سنت، حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ برکاتی
(مرکز اہل سنت برکات رضا، پور بندر، کجرات)

گردش ایام یا شامت اعمال نے آج مسلمانوں کو جس خطرناک موڑ پر لا کر کھڑا کر
دیا ہے وہ کون سی آنکھ ہوگی جو ہماری زبوں حالی اور ذلت و رسوائی پر آنسو نہ بہاتی ہو،
مسلمانوں کی ذلت و رسوائی، حقارت و ہتک، خواری، بدنامی، بے عزتی و محرومی کو دیکھ کر کلیجہ
منہ کو آتا ہے، کیا کل بھی مسلمانوں کے احوال و کوائف یہی تھے جو آج ہماری نگاہوں کے
سامنے ہیں، انگریزی تہذیب و تمدن ایک فتنہ بارگشا بن کر افاق عالم پر چھائی ہوئی ہے، اور
اکثر ممالک میں یورپی تہذیب ایک فتنہ اور اجتماعی و معاشرتی مفاسد و شرور کی آگ لگی ہوئی
ہے، یوں لگتا ہے کہ یہ شرور و فتن کی لو پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی، اور دنیا سے
امن و امان، چین و سکون، عزت و آبرو، عصمت و عفت کے تاج محل جلا کر خاکستر کر دے گی۔

آہ! ایک وہ اسلامی اقبال کا زمانہ تھا کہ مسلمان حیاء و حمیت کے صحیح مذہب و مسلک پر
چلتے تھے حتیٰ کہ ایک غیور مسلمان خاتون کے سر کے بالوں پر ایک نامحرم کی نظر تک نہیں پڑ سکتی تھی
اور آج قومی ادبار کا زمانہ ہے کہ ان اقوام کی رسوم و عادت کی تقلید کو مایہ فخر و مباہات سمجھا جاتا
ہے، جن کے نزدیک شرم و حیاء کا مفہوم نہیں۔ غرض عورتیں اجنبی مردوں کے ساتھ تخلیک (تنہائی)
میں ملنا، بات چیت کرنا، ہاتھ ملانا، خط و کتابت کرنا، ان کے ساتھ ناچنا، شریک سفر ہونا اور ان
کے سامنے نہ صرف ہاتھ پاؤں اور چہرہ بلکہ سینہ اور پنڈلی تک برہنہ رکھنا جائز سمجھتی ہیں۔

یہ افسوس ناک اور الم انگیز حالات ہیں جن کی وجہ سے مسلمان مصائب و آلام کی
طرف رواں دواں ہیں جب تک مسلمان اسلامی آداب و اطوار سے سختی کے ساتھ متمسک
تھے، اپنے نبی ﷺ کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل پیرا تھے، اسلامی قوانین کے آگے اپنی گردنوں کو
جھکائے ہوئے تھے، توفیق و کامرانی، عزت و آبرو ان کے گھر کی کنیر تھی اور جب مسلمانوں نے

اپنے طریقہ اسلامی کو ترک کر دیا، اپنے پیغمبر کی ہدایات کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ اور دشمنان اسلام کے اطوار کو گلے لگایا تو آج در بدر ٹھو کریں ان کا مقدر بن کر رہ گئی ہیں۔

آج دشمنان اسلام نے عورت کو جو خلاف فطرت آزادی دے رکھی ہے اور اس کا بے نقاب و حجاب سیر و تفریح، مردوں کے ساتھ مصاحبت و مکالمات، مصافحہ و معانقہ کو جائز رکھا ہے، دراصل اس میں عورت کی تنقیص شان ہے، عورت کی زینت و عزت اسی میں ہے کہ وہ چھپا کر رکھی جائے کیونکہ قیمتی اور نایاب چیز کو مخفی ہی رکھا جاتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں اسلام نے اتنا جامع و مکمل نظام حیات دنیا کے سامنے پیش کیا ہے کہ پاکیزہ انسانی معاشرہ کی تشکیل میں اس سے بہتر کسی دوسرے نظام کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، اسلام نے مردوں اور عورتوں کے بیچ میل جول کو ممنوع قرار دے کر ایک حد تک پردے کا حکم دیا جو عزت و عصمت کا ضامن اور معاشرتی و تمدنی امن کا کفیل ہے، جن مذاہب میں پردہ نہیں یا جو قومیں پردے کی پابند نہیں ہیں اور مردوں، عورتوں کے کھلم کھلا میل ملاپ کو صحیح سمجھتی ہیں، مسلمانوں کو ان کی حالت سے دھوکہ نہ کھانا چاہئے، مرد اور عورت خواہ کسی بھی قوم کے ہوں ان کا تخلیہ میں ملنا ایسا ہے جیسے آگ اور بارود۔

آج یہ کہنا کہ یہ پردہ اس ترقی کے دور میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے بالکل غلط ہے، یہ تمام باتیں صرف یورپ کی طرز زندگی پر فریفتہ ہو جانے والوں کے مزاج کی ہیں، ورنہ حقیقت میں اسلامی پردہ ترقی کے لئے مانع نہیں، کیونکہ جب مسلمان تمام عالم میں عزت و برتری کے واحد مالک تھے وہ ترقیات کی تمام منازل میں دنیا کی بڑی بڑی قوموں سے آگے تھے، اسلامی پردہ اس وقت سے رائج و مروج ہے، اس وقت بھی مسلم خواتین تعلیم یافتہ تھیں، وعظ و تقریر کیا کرتی تھیں، تلقین و ہدایت کے بھی فرائض انجام دیتی تھیں، اور یہ سب امور پس پردہ انجام پاتے تھے۔

مسلم خواتین برقع و نقاب کے ساتھ جنگی مہمات میں حصہ بھی لیتی تھیں، اہل فوج کے لئے آب رسانی کا بندوبست اور زخم خوردہ لوگوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، پیادہ و سوار ہو کر تیغ زنی کرتی تھیں، مگر وہ حجاب کو ہر حالت میں لازم سمجھتی تھیں، اس وقت کے غیور اور با عزت

مردوں کے دلوں میں بھی کبھی یہ سوال پیدا نہیں ہوا کہ پردہ ترقیات کی راہوں کے لئے رکاوٹ ہے اور نہ خود ان خواتین نے کبھی امراء المؤمنین کی خدمات میں یہ درخواستیں کیں کہ ہمیں پردہ سے نجات ملنی چاہئے۔

عورت کو جو درجات و مقامات اسلام نے دیئے وہ کسی مذہب میں نہیں، جس وقت عورت مردوں کے لئے بازو سپہ اطفال سمجھی جاتی تھی، شہوانی و نفسانی خواہشوں کا سامان، ظلم و ستم اور قید و بند کی زندگی سے دو چار تھیں، اہل عرب کے اخلاقی خصائل شرم و حیاء کی پابندیوں سے آزاد تھیں، مرد و عورت کا آزادانہ اختلاط اور میل ملاپ تھا، عورتوں کے ساتھ عیش کرنا اور پھر مجلس میں اس پر فخر یہ شعر کہنا معیوب و مکروہ نہیں سمجھا جاتا تھا، اسلام نے آتے ہی ان رذیل اخلاق عامہ کی کاپی پلٹ دی، ان وسائل و ذرائع کا استیصال کر دیا جو ناجائز اختلاطات کا باعث ہوتے تھے، بازاروں کو شرالامکن (سب جگہوں میں بری جگہ) قرار دیا، مردوں کے ساتھ تہبہ کرنے والی عورتوں کو مستوجب لعنت بتایا، گھر سے باہر نکلنے والی عورتوں کے متعلق فرمایا کہ ”شیطان ان کی ناک میں بیٹھتا ہے“، نامحرم مرد و عورت کا ایک کمرہ میں تخلیہ حرام قرار دیا، عورتوں و مردوں سب کو نیچی نظر رکھنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی اسلام نے مرد اور عورت دونوں کو آزادی دی اور ان کے جو حقوق تھے، اسلام نے انہیں وہ حقوق دلانے مگر افسوس کہ آج اسلام کو ظلم و ستم کا ہدف بنایا جا رہا ہے۔

اسلام نے بے حیائی سے عورت کو بچا کر کامل آزادی عطا کی کہ ایک مسلمان عورت موضوع زینت کو مستور کر کے اپنے کاروبار اور ضرورتوں کے لئے نکل سکتی ہے اور ہر قسم کے تمدنی و معاشرتی کاموں میں شریک ہو سکتی ہے، لیکن اس کو یہ اجازت نہیں کہ وہ غیر مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول رکھے، صاحب ثروت اور عفت مآب خواتین کو قطع نظر کر کے غیر مستطیع خواتین اگر نقاب و برقع کے ساتھ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرنے پیادہ بھی جائیں تو اسلامی پردہ ہرگز خلاف نہیں، جو گروہ جاہل مسلمانوں کا اس طریقہ کے خلاف ہے وہ تعلیم و ہنر کا دشمن ہے، مسلمانوں کا ہر طبقہ خواہ وہ امیر ہو یا غریب، چھوٹا ہو یا بڑا وہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہر

طرح مذہباً آزاد ہے۔ ہر مسلمان عورت کو شرعی پردہ کے ساتھ زیور ہنر سے اپنے آپ کو ایسا مزین کر لینا فرض ہے کہ وہ بوقت ضرورت شرافت و عصمت کے ساتھ اپنی اور اپنے بچوں کی پردوش کر سکے، پردہ کے ساتھ دائرہ نسوانیت کے اندر شوہر کی ہر معاونت اور قومی بلکہ ملی خدمت بھی انجام دے سکتی ہے۔

عزیزم مولانا غلام مصطفیٰ قادری رضوی سلمہ القوی نے اس قومی و ملی مرض کو صحیح طور پر پہچانا اور موجودہ ذہنیت کو مد نظر رکھتے ہوئے چند و نصائح کو بڑے دلچسپ انداز میں پیش کیا ہے جو ہماری ماؤں اور بہنوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگا، دو بہنوں کا مکالمہ کتب معتبرہ و مستندہ کے حوالوں سے مرتب کر کے ایک انوکھے اور اچھوتے انداز میں پیش کیا ہے جو ان کے تفہیم و تسہیل کا پتہ دیتا ہے۔

عزیزم موصوف سے راقم الحروف کے بڑے گہرے مراسم ہیں۔ ان کے دینی، قومی، ملی جذبات و خدمات کو دیکھ کر قلوب و اذہان کے سکون کو طمانیت کا سامان ہوتا ہے، مسلک اعلیٰ حضرت پر استحکام، تہذیب فی السنہ اور ملی ہمدردی دیکھ کر بے پناہ خوشی ہوتی ہے، مولیٰ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، ان کے علم اور عمر میں برکتیں عطا فرمائے، اور اس کتاب کو ہماری ماؤں اور بہنوں کے لئے مفید سے مفید تر بنائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا کو

خانقاہ برکات تہ مارہرہ

اور خانقاہ رضویہ نوریہ بریلی شریف کا

ادنیٰ سوالی

عبدالستار ہمدانی، مصروف، برکاتی، نوری

آئندہ صفحات میں مسلم معاشرے میں
پائی جانے والی برائیوں کے بارے میں سلمہ اور قاطمہ
نامی دو اسلامی بہنوں کی قرآن و حدیث کی روشنی میں سنجیدہ
گفتگو ملاحظہ فرمائیں۔ احکام قرآنی اور فرامین رسالت ﷺ پر
عمل کر کے ہی ایک عورت پاکیزہ نظام معاشرت کے تحت
زندگی گزار سکتی ہے ورنہ مغربی طرز کو اپنا کر اسے ذلت و
رسوائی اور دنیوی و اخروی نقصان کے سوا
کچھ نہیں ملے گا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

سلمہ: بہن آج سے چند ماہ پہلے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی اور آپ کی زبان فیض ترجمان سے میں نے مقدس اور نیک بیبیوں کی بے مثال زندگی سنی تھی جن کو سننے کے بعد میں نے اپنی طاقت بھر گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کو اپنانے کی کوشش کر دی ہے، لیکن آج میں پھر آپ کو زحمت دے رہی ہوں یعنی ہمارے اس معاشرے میں عورتوں کی بے راہ روی اور غلط طریقوں کے بارے میں چند سوالات کرنا چاہتی ہوں نیز جن گناہوں کی آج ہماری ماں بہنیں شکار ہو رہی ہیں، ان کے بارے میں جو وعیدیں آئی ہیں انہیں سننا چاہتی ہوں، تو سب سے پہلے آپ مجھے بتائیے کہ اسلام میں ایک عورت کے شرم اور پردے کی کتنی تاکید کی گئی ہے کیونکہ آج ہماری ماں بہنیں سڑکوں اور بازاروں میں اتنی بے حیائی اور بے شرمی سے پھرتی ہیں کہ الامان والحفظ، اس لئے ذرا قرآن و احادیث کی روشنی میں اس کی اہمیت بیان کیجئے نا؟

فاطمہ: بہن سب سے پہلے آپ یہ جان لیں کہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے تشریف لانے سے پہلے اس صنف نازک یعنی عورت کے کیا حالات تھے اور اس کی کیا حیثیت تھی؟ لو سنو! اسلام اور ربانی اسلام ﷺ کی آمد سے قبل عورت انتہائی پریشاں اور زبوں حال تھی، تمام تہذیبوں میں اس کو عیاشی کا سامان سمجھا جاتا تھا، صرف ملک عرب میں عورت کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا، اگر اس کا سن لٹو کلیجہ منہ کو آئے گا، جب جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تو باپ مایوس ہوتا اور اپنی لڑکی کو اپنے ہاتھ سے زمین میں زندہ گاڑ دیتا اور اس میں اسے کچھ شرم محسوس نہیں ہوتی تھی۔ چھٹی صدی عیسوی میں انگلینڈ کے اندر عورت کی کیا پوزیشن (Position) تھی؟ یونان میں اس عورت کے ساتھ کیا ظلم ڈھایا جاتا تھا، روم میں کیا حالت تھی؟ ایران میں اسے کیا حیثیت دی جاتی تھی؟ پوری تاریخ اس کی گواہ ہے کہ عورت کا معاشرے اور سوسائٹی میں کوئی لائق مقام نہیں تھا۔ ۵۷۶ء میں یونان کے علماء کا خیال تھا کہ سانپ کے ڈسنے کا علاج ممکن ہے لیکن عورت کی برائی کا علاج ممکن نہیں، عورت ہماری

راحتوں اور آرام کو مٹاتی ہے اور ہماری روح کو بے چین کرتی ہے۔

طامس ہارڈنگ کہتا ہے کہ ”عورت ایک خطرناک اثر ہے کی طرح ہے جس کا مقابلہ آسان نہیں، عورت ایک شیطانی جادو ہے، اس کے شر سے بچنا دشوار ہے۔“ (عورت کیا ہے، ص ۷۶) الغرض پوری دنیا میں عورت کے ساتھ نازیبا سلوک کیا جاتا تھا مگر رب قدیر کے فضل و کرم سے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تشریف لاکر اس صنف نازک اور کمزور عورت کو اس کا صحیح مقام و مرتبہ دیا اور اس کے مقام کو معاشرے کے اندر اس طرح بلند کر دیا کہ ہر طرف سے یہ آوازیں آنے لگیں:

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کو ہم دوش ثریا کر دیا

وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوز دُروں

اسلام کی آمد کے بعد عورت کو صرف مرد کی ہی راحت کا سبب قرار نہیں دیا بلکہ اس کی عزت و عصمت کی بھی حفاظت کا ذریعہ پردے کی صورت میں بتایا گیا، اسے صرف آزاد اور آوارہ ہی نہیں چھوڑا گیا بلکہ اس کے حسن کو چار چاند لگا دیئے اور اس کے مختلف رشتوں اور ماتوں کی پہچان کرا کے بھی اسے گھر کی زینت بنا دیا اور باہر آزادی کی زندگی پر پابندی لگا دی اور یہ پابندی اس کی عظمت اور ترقی کا سبب بن گئی، اس کو زندہ جلا دینے سے بچالیا، مردوں کی طرح اس کے حقوق بھی مقرر فرمائے، اس کے قدموں کے نیچے جنت جیسی عظیم نعمت کو بتایا:

الْحَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأَمَّهَاتِ (الحامع الصغير للسيوطی، برقم: ۳۶۴۲، ۷۵۴/۲)

جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

اسے اس طرح بھی بلند مرتبہ بتایا کہ ”اے لوگو! اگر تم نفس کی پاکی چاہتے ہو تو عورت سے شادی کرو“۔ اسلام نے یہ بھی تعلیم دی کہ دلہن جب گھر میں آئے تو اس کے پاؤں دھو کر

گھر کے چاروں گوشوں میں چھڑک دوتا کہ برکتیں چلی آئیں، اسلام نے اشارہ دیا کہ عورت تمہارے لئے زینت ہے اور تم اس کے لئے زینت ہو، اسلام نے بتایا کہ اپنے نکاح کے بہترین عورت کا انتخاب کرو۔ اور فرمایا: ایمان کے بعد بڑی نعمت عورت ہے۔ اور یہ بھی تاکید کی کہ عورت کو غلام کی طرح مت مارو..... نیز بتایا کہ اگر کسی عورت سے شوہر تکلیف اٹھاتا ہے تو وہ اس کے بدلے میں جنت میں جائے گا، بہن سلمہ! اسلام کے آنے کے بعد عورت کی عظمت و شوکت کتنی بڑھی اس کا اندازہ لگانا بہت دشوار ہے۔ **فالحمد لله على ذلك**

سلمہ: بہن آج یورپ اور مغرب کے ترقی یافتہ انسان یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے عورت کو پردے میں رکھ کر اس پر ظلم کیا ہے، ان کا یہ کہنا کہاں تک صحیح ہے؟

فاطمہ: بہن! آج مغرب کے لوگ عورت کی آزادی اور اسے بازاروں میں گھومنے کی جو بات کرتے ہیں، اس میں ان کی خطرناک سازش شامل ہے، اسلام نے اسے پردے میں اور گھر میں رکھ کر عزت دی ہے، اگر یہ عورت گھر سے باہر نکل جاتی اور اسے مکمل آزادی اور چھوٹ دے دی جاتی تو پتہ نہیں مسلم معاشرے اور سماج کا کیا حال ہو جاتا۔ یہی کیا کم ہے کہ آج فیشن ایبل عورتوں کو دیکھ کر اور فلم سینما کو دیکھ کر کئی جگہوں پر عورتیں تباہی و بربادی کی طرف قدم بڑھا چکی ہیں، ظاہری ٹیپ ٹاپ کے ساتھ بڑے فخر کے ساتھ ادھر ادھر پھر رہی ہیں، نہ غیرت ایمانی کا انہیں پاس ہے اور نہ خاندان و معاشرے اور اسلام کے پاکیزہ جاہ و جلال کی فکر، یہاں تک کہ خاندان والوں کے رشتے اور ان سے شرم و حیا کا خیال بھی مٹ رہا ہے۔

اگر اسے بالکل چھوٹ دی جاتی تو اس کے خطرناک نتائج سامنے آتے، برطانیہ اور دیگر مغربی ممالک میں اس بے پردگی اور پوری آزادی کا اثر یہ ہوا کہ وہاں تقریباً ۷۰ فیصد لڑکیاں شادی سے پہلے ہی جنسی تعلقات قائم کر لیتی ہیں اور ۳۳ فیصد لڑکیاں شادی کے بغیر ہی ماں بن جاتی ہیں۔

سلمہ! اگر عورت کو مکمل آزادی دی گئی ہوتی تو پھر اس طرح کے واقعات پیش آتے اور اسلام کی عظمت پر حرف آنا جیسا کہ ایک صاحب ایک کسی دوکان میں داخل ہوئے تو وہاں

ایک لڑکی کو دیکھا جس کے چھوٹے چھوٹے بال بالکل لڑکوں کی طرح کٹے ہوئے تھے، ان صاحب نے اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: کیوں جناب! یہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اس نے جواب دیا: یہ لڑکی ہے اور میری بیٹی ہے۔ ان صاحب نے کہا: معاف فرمائیے گا مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ اس کے باپ ہیں، اس نے جواب دیا: میں اس کا باپ نہیں بلکہ ماں ہوں۔ (عورتوں کی حکایات، ص ۲۵۶، ۲۵۷)

الاماں تہذیب حاضر الاماں لڑکیاں لڑکے ہیں لڑکے لڑکیاں بہر حال آئیے بہن اب میں اسلام کے شعار اور عورتوں کی زینت یعنی ”پردہ“ کے متعلق چند قرآنی اور نبوی تعلیمات پیش کرتی ہوں، اگر ہماری بہنیں بھی ان پر عمل کر کے پردے کی پابندی کر لیں تو معاشرے کے اندر عظیم نکھار پیدا ہو سکتا ہے، اور ان کی عزت و عظمت میں چار چاند لگ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقدس فرامین پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سنئے! قرآن کریم کا پیغام کس قدر پر کیف ہے، جو عورت کی عظمت و بلندی میں چار چاند لگا رہا ہے:

﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْلِغْنَ ذَيْتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ وَ لِيُضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ (النور: ۳۰، ۳۱)
(میرے حبیب) اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا ہناؤ سنگھار نہ دکھائیں مگر جتنا خود ظاہر ہے اور دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت ضیاء الملت پیر کرم شاہ ازہری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

اب مومن عورتوں کو ان آداب و احکام کی پابندی کا حکم فرمایا جا رہا ہے جس سے وہ اپنی ماموس (عزت) اور آبرو کی حفاظت کر سکتی ہیں۔ (ضیاء القرآن، ج ۳ ص ۳۱۴)

دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ (الاحزاب: ۳۳)

اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور ربے پردہ نہ پھرو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی۔

تفسیر: اگلی جاہلیت سے مراد قبل اسلام کا زمانہ مراد ہے، اس زمانے میں عورتیں اتراتی نکلتی تھیں، اپنی زیب و زینت کا اظہار کرتی تھیں تاکہ غیر مرد دیکھیں اور لباس اس طرح پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح نہ ڈھکتے تھے۔ (عرائن العرفان)

اب احادیث کریمہ سنئے اور اندازہ لگائیے کہ پردے کے بارے میں کتنی تاکیدیں آئی ہیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عورت عورت ہے یعنی چھپانے کی چیز ہے جب وہ نکلتی ہے تو اسے شیطان

جھانک کر دیکھتا ہے۔ (ترمذی شریف)

بہن یقیناً عورت کے لئے پردہ اسلام کا ایک قیمتی شعار ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ انسان جب کسی چیز کو حسین اور خوبصورت دیکھتا ہے تو اسے پسند کر لیتا ہے، پھر اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، یہ اس کی فطرت ہے تو بھلا جب وہ کسی حسین و جمیل عورت کو دیکھے گا تو ضرور اس کے نفسانی خیالات اور جنسی خواہشات ابھریں گی اور اس طرح دھیرے دھیرے گناہ عظیم کے قریب ہوتا جائے گا، اسی لئے تو پہلے قرآن نے نظر بازی پر پابندی عائد کر دی کہ جب نظر ہی نہ پڑے گی تو پھر گناہ کا خیال بھی نہیں آئے گا، مرد کی طرح عورت کو بھی غیر محرم کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی اجازت نہیں۔

دیکھو ”ترمذی شریف“ کی حدیث ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں کہ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے حضور ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: پردہ کر لو۔ کہتی ہیں، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں

اندھی ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھو گی؟۔ (سنن الترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء فی احتجاب

النساء من الرجال، برقم: ۲۷۷۸، ۵۳/۳)

پتہ چلا کہ پردے کی پابندی کے لئے صرف غیر محرم سے اپنے کو پوشیدہ رکھنا ہی ضروری نہیں بلکہ غیر محرم مرد کی طرف خود نظر کرنے سے بھی عورت بچے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لئے کوئی چیز بہتر ہے؟ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش رہے، کسی نے کوئی جواب نہ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی وقت سیدہ فاطمہ زہرہ کے پاس آیا اور آکر پوچھا:

أَيُّ شَيْءٍ خَيْرٌ لِلنِّسَاءِ؟ قَالَتْ: لَا يَرِيَنَّ الرَّجَالُ وَلَا يَرُونَهُنَّ، فَذَكَرَتْ

لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي (صحيح البخاری، مناقب فاطمة عليها

السلام، جزء ۱۲، ص ۱۱۵۔ أيضاً جلع الأحدث مسند علی بن ابی طالب

جزء ۳۰، ص ۱۰۱، رقم: ۳۲۹۰۶)

یعنی، عورتوں کے لئے سب سے بہتر کیا چیز ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مردان کو دیکھیں۔ فرماتے ہیں میں نے سیدہ کا جواب حضور ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ”فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔“

سبحان اللہ! یعنی پتہ چلا کہ مرد اور عورت دونوں کو اجنبی مرد اور عورت سے اپنی نظر کی حفاظت کرنا لازم ہے اور یہی صحیح معنی میں نگاہیں نیچی رکھنے اور اپنی پارسائی کرنے کا عمدہ طریقہ ہے۔

بہن یہی نہیں بلکہ پردے کی اہمیت اور بے پردگی کی مذمت میں کئی ایک احادیث کریمہ وارد ہوئی ہیں، دیکھو! اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اپنے اہل و عیال کے سوا دوسرے لوگوں میں بن سنور کر جانا قیامت میں اس

تاریکی کے مثل ہے جس میں کوئی روشنی نہ ہو گی۔ (ترمذی شریف، کتاب

الرضاع، باب کراهية خروج النساء فی الزينة، برقم: ۱۲۰۰)

یعنی بن سنور کر نکلنا اور غیر محرم کے قریب سے گزرنے، نیز خوشبو استعمال کر کے غیر محرموں کو دعوتِ نظارہ دینا بھی بہت بری بات ہے اور بے پردگی میں شامل ہے۔

سلمہ! یہ قرآن و احادیث کی روشنی میں پردے کی اہمیت کا بیان تھا، اب آئیے میں آپ کو آج کے ترقی یافتہ دور کے دانشوروں اور سائنسدانوں کے تجربات بتاؤں جس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتی ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردے کی جو تاکید فرمائی ہے اس میں اس کا کتنا دنیوی و اخروی فائدہ ہے، ڈاکٹر سٹیفن کلا راک لکھتے ہیں کہ

مرد اور عورتوں کو اختلاط، کزن کا گھر میں بلا روک ٹوک آنا جانا، عام رشتہ داروں کا گھر میں بغیر اجازت کے قیام اور چائے پینا یہ تمام میری نگاہ میں نقصان دہ ہیں اور اس کا اثر نسلوں تک جاتا ہے، میں نے اس اختلاط (میل ملاپ) سے عورتوں کو دوسرے مردوں کی طرف مائل دیکھا، میں نے اس اختلاط سے طلاق کی کثرت دیکھی، زنا اور فحاشی کو بڑھتے دیکھا، گھرا جڑتے ہوئے دیکھے، خودکشی دیکھی اور عورتوں اور مردوں کو جیل جاتے دیکھا، اس کی وجہ گھروں میں بلا روک ٹوک آنا جانا ہے اور بس۔ (ویکلی سن)

اگر اسلام کی شہزادیاں ان تمام باتوں پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے پردے کی پابندی پر کرنے لگ جائیں تو پھر ان کو دائمی سکون میسر آ سکتا ہے اور وہ آرام اور راحت کی زندگی گزارنے پر فخر کریں گی۔

سلمہ: اچھا، بہن یہ بتائیے کہ باریک دوپٹہ اوڑھنے سے کیا شرعی پردہ ہو جائے گا اور اس طرح اگر عورت کے بال اور چہرہ وغیرہ نظر آئے تو کچھ حرج تو نہیں ہے؟

فاطمہ: سلمہ! یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ عورت جب بالغ ہو جائے تو غیر مرد کے لئے اس کے کسی بھی حصہ بدن کی طرف نظر اٹھانا جائز نہیں لیکن اگر مغربی اور یورپی تہذیب کے فریب کا شکار ہونے والی عورت خود ایسی چیزیں اختیار کرے کہ جس سے غیر مرد اس کی طرف شہوت کے ساتھ نظر دوڑائے تو اس میں عورت کا قصور اور زیادہ ہے..... رہا یہ کہ ایسا دوپٹہ یا

برقعہ وغیرہ پہننا کہاں تک درست ہے؟ تو سنو! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ سرکارِ اقدس ﷺ نے فرمایا ہے دو زخ والوں کی دو قسمیں ہیں جن کو میں نہیں دیکھوں گا ایک تو وہ جن کے پاس گایوں کی دھو کے مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو ماریں گے اور دوسرے وہ عورتیں جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن حقیقت میں ننگی ہیں (یعنی بہت باریک اور پتلے کپڑے پہنتی ہوں) اور لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی عورتیں اور مردوں کی جانب خواہش رکھنے والی عورتیں ان کے سر جھکے ہوئے سختی اونٹ کے کوہان کی مثل ہیں، یہ عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی بو پائیں گی اور جنت کی بو اتنی اتنی دور سے آتی ہے یعنی بہت دور سے آتی ہے۔ (مسلم شریف، ج ۲ ص ۲۰۵)

امام مالک علقمہ بن ابی علقمہ رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ حصہ بنت عبدالرحمن حضرت بی بی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس باریک دوپٹہ اوڑھ کر آئیں تو حضرت عائشہ نے ان کا دوپٹہ پھاڑ دیا اور مونٹا دوپٹہ دے دیا۔ (مؤطا امام مالک رضی اللہ عنہ)

تو اس واقعہ سے یہی پتہ چلتا ہے کہ باریک دوپٹہ پردے کے کام نہیں آ سکتا اور ستر پوشی نہیں کر سکتا، نیز عورتوں کے باریک لباس سے جہاں شرم و حیا ختم ہو جاتی ہے وہیں اس کے کچھ اور نقصانات بھی واقع ہوتے ہیں۔

اور اس واقعہ سے یہ بات بھی بخوبی معلوم ہوئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جو دوپٹہ پھاڑا، وہ اس حدیث پر مکمل عمل تھا کہ سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب تم میں سے کوئی کسی برائی کو دیکھے تو چاہئے کہ اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اس برائی کو دل میں برا جانے۔ (مسلم شریف)

ایک مرتبہ آپ (بی بی) عائشہ رضی اللہ عنہا کا کسی کے ہاں جانا ہوا، صاحب خانہ کی دو نوجوان لڑکیاں بغیر چادر باریک دوپٹہ اوڑھے نماز پڑھ رہی تھیں، آپ نے ہدایت فرمائی کہ

آئندہ دبیز کپڑے کی چادر اوڑھ کر نماز پڑھی جائے۔

اس سے پتہ چلا کہ باریک دوپٹہ وغیرہ جیسے بھی عورت کے لئے جائز نہیں اور نماز کی حالت میں تو بدرجہ اولیٰ ناجائز رہے گا اور نماز نہ ہونے کا سبب ہوگا جیسا کہ فقہ کی کتب میں ہے کہ اتنا باریک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھی جس سے بالوں کی سیاہی نظر آئے اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہوگی۔ (علمہ کتب فقہ ملفوظات شریف، ج ۱ ص ۲۵)

اور سنو! ایک باریک کریم ﷺ کی بارگاہ میں مصر کی بنی ہوئی ململ آئی، آپ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دجیہ کلی رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنا لو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو، مگر ان سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے اور کپڑا لائیں تاکہ جسم کی ساخت اندر نہ جھلکے۔ (ابو داؤد شریف)

سلمہ: آج کل فیشن کو اختیار کرنے والی ہماری ماں بہنیں مردوں کی طرح تنگ لباسی اور فیشنی کپڑے پہنتی ہیں، ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

فاطمہ: اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی وہ لڑکیاں اور عورتیں جنہوں نے ایسے غیر شرعی اور لعنت برسانے والے زرق برق لباس پہننا شروع کر دیئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب دامائے غیوب ﷺ کے ان ارشادات کو بغور پڑھ کر اپنا محاسبہ کریں:

۱۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے ان عورتوں پر لعنت کی جو مردوں سے تشبیہ کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے تشبیہ کریں۔“

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت کی جو عورتوں کا لباس پہنتا ہے اور اس عورت پر لعنت کی جو مردانہ لباس پہنتی ہے“

(سنن ابو داؤد، باب لبس النساء، جزء ۱۲، ص ۱۶۰، رقم: ۶۱۵۰۔ أيضاً السنن الکبریٰ

للنسائی، جزء ۵، ص ۳۹۷، رقم: ۹۲۵۳۔ أيضاً جامع الاصول من احادیث الرسول، العمام و

الطیالسة، رقم: ۸۲۸۴۔ الآداب للبیہقی، ج ۱ ص ۳۵۶، رقم: ۵۹۱) اسی لئے تو سرکار ﷺ

نے فرمایا: ”عورتوں کی خانہ نشینی پر انہیں کم کپڑے دے کر مدد چاہو جب کسی کے پاس

زیادہ کپڑے ہوں تو وہ سنگھار کر کے باہر نکلنے کو چاہے گی۔“

جو عورتیں ایسا لباس پہنتی ہیں جن سے بدن کی ساخت بالکل صاف نظر آتی ہے ان کا پہننا گناہ تو ہے ہی ساتھ ہی ساتھ دنیوی نقصان بھی ہے، جیسا کہ ڈاکٹر لیڈ بیٹر (Dr. Led Beater) جو بہت بڑا محقق ہے وہ لکھتا ہے کہ ”جس لباس سے نسوانی جسم کی ساخت نظر آئے اس جسم سے میں نے غلیظ اور نسوانی لہروں کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (سنن نبوی اور

حدید سائنس بحوالہ تصورات اسلام)

اور اب تو آئے دن کوئی نہ کوئی نیا کپڑا نکلتا رہتا ہے جو پوری طرح بے شرمی کا نمونہ پیش کرتا ہے خاص کر عورتوں کو آزادی کے راستے پر لانے کے لئے اہل مغرب نے جو فیشنی کپڑے تیار کئے ہیں غیروں کی دیکھا دیکھی مسلمان خواتین بھی بے حیائی کے ساتھ انہیں پہنتی ہوئی نظر آتی ہیں، جس سے مغربی تہذیب کے دلدادہ لوگوں کی اس خواہش اور منصوبے کی تکمیل ہو رہی ہے جس کو لے کر وہ میدان میں آئے ہیں۔ مینگو ڈولی (Mango Dolly) رس ملائی وغیرہ اسی طرح کے نام کے کپڑے جو ایک مرد بھی پہنے تو اس کا بدن ظاہر ہوتا ہے، بھلا عورت کس طرح پہننا کو ارا کرے گی، ایسی بے شرم اور بے حیا عورتوں کو اپنی عصمت و عزت کی حفاظت کرنی چاہئے، ورنہ وہ دن دور نہیں کہ اس کی عزت و عظمت کے ساتھ دنیا والے کھلوڑ کرنے لگ جائیں گے اور وہ کچھ نہیں کر سکے گی۔

بہن! دراصل آج ہمارے معاشرے اور سوسائٹی میں جو طرح طرح کی برائیاں جنم لے رہی ہیں ان کو فروغ دینے میں جہاں مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں نے دوسرے طریقے اپنالئے ہیں، وہیں T.V کا بھی بڑا حصہ رہا ہے، اس ماسور نے جہاں مسلمان مردوں کو بے راہ روی کا شکار کیا ہے وہیں مسلمان عورتوں کی زندگی کو بھی بے حیائی، عیاشی، فحاشی اور گندے خیالات میں ملوث اور مبتلا کر دیا ہے، آج کے ٹیلی ویژن کے بارے میں یہ بات عام ہے کہ اب کوئی شریف انسان اپنے گھر والوں کے ساتھ ٹی وی دیکھنے کے لئے نہیں بیٹھتا ہے، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ نہ جانے کب کوئی گندہ اور فحش منظر آجائے، جس میں بے پردگی خوب

ظاہر ہو اور وہ اس کے شرم و حیا کے لئے چیلنج بن جائے کیونکہ عریانیت اور برہنہ تصویروں نے ہی آج مسلم عورتوں کو ایسے راستے کی طرف دھکیلا ہے جہاں شرم و حیا نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور ان فحش اور بلیو (Blue) فلموں نے بجائے تعلیم و تربیت کے ان ناظرین کو تباہی اور ہلاکت یعنی ایڈز جیسی مہلک بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔

سلمہ: اچھا بہن فاطمہ! یہ بتائیے نا کہ آج کل ہماری بہنیں جو مردوں جیسا فیشن لباس پہنتی ہیں اور اس کو پردے کا نام دیتی ہیں کیا برقعہ یہی ہوتا ہے؟

فاطمہ: یہ بات تو میں پہلے ہی بتا چکی ہوں، بہن! کہ عورتوں کو مردوں کی طرح رہنے سے کاشوق اسی ٹی وی نے دلایا ہے چاہے وہ کپڑوں کا معاملہ ہو یا چلنے پھرنے کا، جب تک اس لعنت والی چیز سے دوری اختیار نہیں کرے گی تب تک وہ فیشن کے قریب جاتی رہے گی اور تباہی و بربادی اس کا استقبال کرے گی، آپ یہ بات کرتی ہیں کہ ہماری ماں بہنیں برقعہ کے نام پر فیشن کیڑے پہنتی ہیں، ارے انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ پردہ اور برقعہ کا مطلب ہی یہی ہے کہ عورت مکمل طور سے اپنی ستر پوشی کر لے، اگر اس کا کوئی عضو جو ستر پوشی میں داخل ہے وہ نظر آ جائے تو پھر سمجھ لو ابھی اس نے پردہ نہیں کیا بلکہ عورت کو اس طرح نامکمل پردہ کرنا بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں اس لئے کہ عورت کا معنی ہی چھپانے کی چیز ہے اور عورت سر اپا عورت ہے۔

کرد لفظ عورت پر اگر غور تم تو معلوم کر لو گے فی الفور تم کہ عورت ہے شرم و حیا کا مقام نمائش ہو اس کی برا ہے یہ کام ہے عورت کا مستور رہنا ہی ٹھیک ہے عورت کو مستور کہنا ہی ٹھیک اگر عزت نفس ملحوظ ہے تو وہ اپنے گھر میں ہی محفوظ ہے اور جو عورت ہے بے شرم اور بے حجاب ہے قسمت میں اس کی یقیناً عذاب بہن آپ سے زیادہ مجھے معلوم ہے کہ آج ہمارے یہاں غیروں کی دیکھا دیکھی کئی لڑکیاں اور عورتیں ایسے برقعے پہنتی ہیں جو بنام برقعہ ہے، حقیقت میں وہ فیشن کے طور پر استعمال کرتی ہیں، کیا اگر وہ اسے پردے کے طور پر پہنتی ہیں تو ان کی آنکھیں اور چہرے اور

بال کھلے رہتے ہیں، کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے شب معراج جو عذابات خواتین کے متعلق دیکھے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ سرکار نے فرمایا ”میں نے دیکھا کہ ایک عورت بالوں سے لنگی ہوئی ہے اور اس کا دماغ کھول رہا ہے“۔ (یہ اس عورت کی سزا تھی جو اپنے بال غیر مردوں سے نہیں چھپاتی تھی)

یہ بھی واضح رہے کہ فتنہ و فساد پھیلانے اور زنا و غیرہ گناہ کی دعوت دینے میں دوسرے اعضاء بدن کی بنسبت آنکھ کا زیادہ حصہ رہتا ہے اور یہی فتنہ کی جڑ ہوتی ہے، چنانچہ سرکار فرماتے ہیں:

”العينان تزنيان و زناهما النظر“ (سنن ابی داؤد، برقم: ۲۱۵۲۔ أيضاً مسند

احمد برقم: ۸۵۲۔ أيضاً مسند الصحابة في الكتب التسعة مسند عبدالرحمن بن

صخر (ابی ہریرہ)، برقم: ۳۴۶ بحوالہ مسند احمد برقم: ۷۷۰، ۱۰۹۲۴)

آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا کرنا ”نظر کرنا“ ہے۔

اور اب تو ایسے فیشن ماہر برقعے مارکیٹ میں فروخت ہو رہے ہیں جو کئی ایک رنگوں سے مزین اور خوب سجاوٹ شدہ ہوتے ہیں۔ ہماری ماں بہنیں ان فرامین مقدسہ اور ارشادات عالیہ پر غور کر کے شرم و حیا کی پوری پابندی کرنے کی کوشش کریں، انشاء اللہ انہیں راحت اور کامیابی کی زندگی میسر آئے گی۔

سلمہ: بہن جب آپ نے شریعت کا یہ حکم بتا دیا کہ عورت کو بے پردہ باہر نکلتا لباس و کیڑے فیشن پہننا، لوگوں کو دعوت گناہ دینا، آنکھوں سے بے پردگی ظاہر کرنا، یہ سب ناجائز ہیں تو پھر ان عورتوں کے بارے میں کیا حکم شرعی ہے جو بڑی سچ دھج کے ساتھ اولیائے کرام کے مزارات پر جاتی ہیں اور پردہ کا خیال نہیں رکھتی؟

فاطمہ: بہن سلمہ! مزارات پر عورتوں کا جانا یہ کیسا ہے، اس کے بارے میں جاننے سے پہلے یہ سن لو کہ آج لڑکیوں کا بے پردہ باہر نکلتا اور بڑی بے باکی کے ساتھ بازاروں میں گھومنا، ان کاموں میں کچھ ان کی غلطی ہے، مگر ان سے زیادہ ان کے والدین اور شوہروں کا

بھی قصور ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں انہیں کیوں آگاہ نہیں کیا؟ کیا انہیں معلوم نہیں کہ رب کریم کا ارشاد گرامی ہے:

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ﴾ (النساء: ۳۴)

ترجمہ: مرد عورتوں پر حاکم (افسر) ہیں۔

کیا انہوں نے یہ فرمان رسول اکرم ﷺ نہیں سنا؟

”اذا خرجت المرأة من بيتها و زوجها كارة لعنها كل ملك في

السماء و كل شيء مرت عليه غير الجن و الانس حتى ترجع“ (کشف

الغمة، فضائل اہلبیت، ص ۲۳۵)

یعنی جب عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف اپنے گھر سے نکلتی ہے تو

آسمان کا ہر فرشتہ اور جن و انس کے سوا ہر وہ چیز جس پر سے وہ گزرتی ہے،

اس پر لعنت بھیجتی ہے، جب تک واپس نہ آئے۔

یہی نہیں بلکہ یہاں تک فرمایا گیا:

”لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تسافر مسيرة يوم و ليلة“

و فی رواية ”ان تسافر ثلاثة ايام الا و معها زوجها او ذو رحم محرم

منها“ (سنن ترمذی، باب ما جاء فی کراهية ان تسافر المرأة وحدها بغير محرم،

برقم: ۱۲۰۲، ج ۵ ص ۱۵)

حلال نہیں کسی عورت کے لئے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے

کہ وہ ایک منزل اور ایک روایت میں ہے کہ تین منزل سفر کو جائے جب تک

ساتھ شوہر یا وہ رشتہ دار نہ ہو جس سے ہمیشہ ہمیشہ نکاح حرام ہے۔

اس حدیث پاک کے تحت محدث بریلوی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ

اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اگر عورت حج کو جانا چاہے تو اس پر لازم ہے کہ اپنے کسی محرم کو ساتھ لے یا حج

سے واپسی تک کے لئے (کسی سے) نکاح کرے۔ اگر چہ ستر (۷۰) اسی

(۸۰) سال والے سے ہو جو اس کے ساتھ آئے جائے، مقصود صرف یہ ہے

کہ محرم یا شوہر کے بغیر جانا صادق نہ ہو۔ باقی مقاصد زوجیت ہونے نہ

ہونے سے بحث نہیں اور اگر اندیشہ ہو کہ واپسی کے بعد طلاق نہ دے گا تو

یوں کیا جائے کہ عورت کہے: میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا، اس

شرط پر کہ جب تو مجھے حج کو لے جائے اور واپس آئے تو واپس اپنے مکان پر

پہنچتے ہی مجھ پر طلاق بائن ہو۔ مرد کہے: میں نے قبول کیا اس شرط پر کہ جب

میں تجھے حج کو لے جاؤں (آخر تک پوری بات کہے) یوں اگر وہ ساتھ نہ

جائے تو طلاق ہو جائے گی اور ساتھ جائے تو واپس پہنچتے ہی طلاق ہو جائے گی

بغیر اس کے قدم رکھے گناہ میں لکھا جائے گا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۴ ص ۶۸۴)

رہی بات مزار پر جانے کی تو اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ مختلف

اقوال زرین کی روشنی میں تحریر فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے قبروں کی زیارت کرنے والیوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ امام

قاضی خاں سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر (قبروں اور مزاروں) پر جانا

جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: ایسی جگہ جانا ناجائز نہیں، پوچھتے یہ پوچھ کہ اس میں

عورتوں پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے کسی قبر کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی

ہے، اللہ اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے،

سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں، جب قبر تک پہنچتی ہے میت کی

روح اس پر لعنت کرتی ہے، جب واپس آتی ہے اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوتی

ہے۔ (حمل النور، ص ۲۴)

بہن سلمہ! یہ سب دراصل گھروالوں کی عدم توجہی اور کابلی کی وجہ سے ہوتا ہے کیا شوہر

کو یا والدین کو معلوم نہیں کہ آج کے پُرفتن دور ہماری بیویوں کی عصمت و عزت کے لئے

خطرناک ہے؟ کیا وہ اس ناواقف ہیں کہ اپنی بیویوں اور بیٹیوں کو آزاد چھوڑنے کے نتائج انہیں ذلت و رسوائی کا شکار بنادیں گے اور پھر وہ معاشرے اور قوم میں منہ دکھانے کے لائق نہیں رہیں گے، اس کے نتیجے دیکھنے ہوں تو ان سر پرستوں اور حاکموں کو یہ واقعہ خواب یا درکھنا چاہئے:

لندن کے ایک سینما ہال میں منیجر نے اعلان کیا کہ ایک لیڈی (عورت) اپنے کسی دوست کے ہمراہ کھیل دیکھنے آئی ہے، اس کے شوہر کو شکایت ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے بتیاں گل کی جاتی ہیں تاکہ وہ لیڈی (عورت) خاموش کے ساتھ اپنے گھر چلی جائے۔ یہ کہہ کر منیجر نے بتیاں گل کر دیں اور پانچ منٹ کے بعد واپس بتیاں روشن کر دیں، تو دیکھا کہ سارا ہال لیڈیوں سے خالی ہو چکا ہے۔

نیک عورت اپنے شوہر کی مرضی کے خلاف کبھی گھر سے نہیں نکلتی مگر ماڈرن ماحول ہمیں یورپ کے نقش قدم پر چلنے کا درس دیتا ہے، ان لیڈیوں کے نقش قدم پر جو اپنے شوہروں کی مرضی کے خلاف اپنے اپنے دوستوں کے ساتھ سینما ہال میں پہنچ جاتی ہیں، سینما کے منیجر نے صرف ایک لیڈی کے لئے لائیں بند کی تھیں مگر پتہ بعد میں چلا کہ ہال میں جتنی بھی لیڈیاں تھیں، سبھی اپنے شوہروں کو چھوڑ کر اپنے اپنے دوستوں کے ساتھ سینما میں پہنچی ہوئی تھیں، ان مغربی لیڈیز کے نقش قدم پر چلنے والی ہماری ملک کی ماڈرن عورتیں بھی اسی راہ پر چل نکلی ہیں۔ ہو گئی ہے خیر سے لڑکی ٹرینڈ ساتھ اپنے لے کے پھرتی ہے فرینڈ

(عورتوں کی حکایات، ص ۵۳، ۵۴)

سلمہ: تو بہن! پھر ان عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو اپنے کسی کام کے پورا ہونے کے لئے اولیائے کرام کے مزارات پر چادر وغیرہ چڑھانے کی نذر مانتی ہے، کیا انہیں وہاں جانا ضروری ہے؟

فاطمہ: حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نذر کے بیان میں فرماتے ہیں کہ مسجد میں چراغ جلانے یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز

دلانے یا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا توشہ کرنے یا حضرت جلال بخاری کا کوٹھا کرنے کا محرم کی نیاز یا شربت لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ شرعی منت نہیں، مگر یہ کام منع نہیں ہیں، کرے تو اچھا ہے، ہاں البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شریعت اس کے ساتھ نہ ملائے۔ (بہار شریعت، حصہ ۹، ص ۳۴)

اور ظاہر ہے کہ عورتیں چادر وغیرہ لے کر مزارات پر جائیں گی تو فتنہ کا اندیشہ ہوگا، اس لئے وہ ماں بہنیں ان چادر وغیرہ چیزوں کو کسی مرد کے ساتھ بھجوادیں، انشاء اللہ ان کا مقصد اور مراد پوری ہو جائے گی کہ یہاں تو عقیدت و محبت کا معاملہ ہے۔

سلمہ: خدائے پاک آپ کو جزائے خیر سے نوازے، بہن آپ نے مجھے پردہ اور بے پردگی کے بارے بہت سی باتیں بتائیں، اب ذرا بتائیے کہ پردہ شریعت میں کن کن سے کرنا ضروری ہے اور کن کن سے پردہ نہ کرنے کی اجازت ہے؟

فاطمہ: اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھو کہ ہر غیر مرد خواہ اجنبی ہو یا رشتہ دار جس سے عورت کا نکاح ہو سکتا ہے، ان سے پردہ کرنا لازم اور ضروری ہے اور جو عورت کے محرم ہوں یعنی جس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عورت کا نکاح کرنا جائز نہیں ہو سکتا، ان سے پردہ کرنا ضروری نہیں۔

اب محرم اور غیر محرم کون کون ہیں ان کی تفصیلات سماعت فرمائیں:

عورت کے محرم: باپ، دادا، چچا، ماموں، مانا، بھائی، بھتیجا، بھانجا، پوتا، نواسہ
عورت کے غیر محرم: چچا زاد بھائی، ماموں زاد بھائی، پھوپھی زاد بھائی، خالہ زاد بھائی، جیٹھ، دیور وغیرہ

اور آج کل ہمارے یہاں عورتیں دیور سے پردہ تو دور کی بات، ان سے ہنسی مذاق کرنا فخر سمجھتی ہیں، حالانکہ جس طرح دوسرے غیر محرم سے پردہ ضروری ہے اسی طرح دیور سے عورت کے لئے اپنے کو چھپانا لازم ہے..... بلکہ دیور کے بارے میں تو اور زیادہ تاکید آئی

ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”ایاکم و الدخول علی النساء، فقال من الانصار یا رسول اللہ

اقرأیت الحموم؟ قال الحموم الموت“ (صحیح مسلم، باب تحریم الخلوۃ حنیۃ، ج ۲ ص ۲۱۶، برقم: ۴۰۳۷۔ ایضاً صحیح بخاری، باب لا یخلون رجل ما مرأۃ إلا ذو محرم، جزء ۱۷، ص ۳۶۵، برقم: ۴۸۳۱)

عورتوں کے پاس جانے سے پردہ کرو، ایک صحابی انصاری بولے، یا رسول اللہ ﷺ! دیور کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا: دیور موت ہے۔

یعنی آدمی جس طرح موت سے دور بھاگتا ہے اسی طرح دیور سے دور رہنا عورت کے لئے ضروری ہے، اس حدیث پاک کو ہماری وہ ماں بہنیں پڑھ کر اپنا محاسبہ کریں جو بلا جھجک دیوروں سے ہاتھ ملاتی رہتی ہیں اور ان سے ہنسی مذاق اور کھیل کود سے بھی دریغ نہیں کرتیں..... وگرنہ اس کا انجام بھی فتنہ سے خالی نہیں ہوگا۔

عورت اس کو کہتے ہیں جو ستر و حجاب میں رہتی ہو رہنے دیا ہے عورت کو کب عورت اس عریانی نے سلمہ: اب ذرا ان عورتوں کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمائیے نا، جو بڑی بے باکی کے ساتھ ایسی زینت اور سنگا رکرتی ہیں جو میرے خیال میں شریعت میں جائز نہیں ہوگا؟

فاطمہ: بہن سلمہ! پروردگار نے ہمیں جو مذہب عطا فرمایا اور اس کے دامن میں جگہ عطا فرمائی، اس پر اس کا زندگی بھر جتنا شکر ادا کریں کم ہے، اس لئے کہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، اس کی تعلیمات بے مثال ہیں، جو دوسرے کسی مذہب اور دھرم میں نہیں مل سکتیں، اسلامی معاشرہ ہی وہ معاشرہ ہے جس میں احکام قرآنی نافذ ہیں، اسلام نے جو قانون اور قاعدے ہمارے لئے متعین فرمائے ہیں، ان پر عمل پیرا ہونا ہمارے لئے سرخروئی کا باعث ہے، ہمارے لئے کیا جائز اور کیا ناجائز ہے؟ یہ تمام تفصیلات ہمیں بتادی ہیں، اسلام نے ہر جگہ ہمارے لئے پابندیاں اور سختیاں ہی نہیں جاری کی ہیں بلکہ سہولتوں اور آسائشوں کی ایک لمبی قطار بھی ہمارے لئے جاری کی ہے۔

اب دیکھئے عورت کے لئے ایک اچھی اور عمدہ زندگی گزارنے کے جو آداب اور طریقے

حضور اقدس ﷺ نے بیان فرمائے، وہیں عورتوں کے لئے زیب و زینت کا جائز طریقہ اور رادب بھی سکھایا بلکہ بعض صورتوں میں زینت و آرائش نہ کرنے پر انہیں تاکید بھی کی گئی کہ عورت اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کرے۔ محسن انسانیت ﷺ نے جہاں عورتوں کو بے پردہ نکل کر اپنی زینت و آرائش کو غیر محرم لوگوں پر ظاہر کرنے سے روکا اور شدید تہدید فرمائی وہیں اس کو اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگھار کا تاکید بھی بتایا۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند بن عتبہ نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! بیعت کر لیجئے فرمایا:

میں تجھے بیعت نہ کروں گا جب تک تو اپنی ہتھیلیوں کو نہ بدل لے (یعنی مہندی لگا کر ان کا رنگ نہ بدل دے) تیرے ہاتھ کو یا درندہ کے ہاتھ معلوم

ہو رہے ہیں۔ (سنن ابو داؤد، باب فی الخضاب للنساء برقم: ۴۱۶۷)

نیز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت کے ہاتھ میں کتاب تھی، اس نے پردہ کے پیچھے سے رسول اللہ ﷺ کی طرف اشارہ کیا یعنی حضور کو دینا چاہا، حضور ﷺ نے اپنی ہاتھ کھینچ لیا اور یہ فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ اس نے کہا: عورت کا، فرمایا:

اگر عورت ہوتی تو ماخنوں کو مہندی سے رنگے ہوتی۔ (سنن ابو داؤد، باب فی

الخضاب للنساء برقم: ۴۱۶۸)

یہی نہیں بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں میاں بیوی کے حقوق کے بیان میں یہاں تک کہ شوہر بناؤ سنگھار کے لئے کہتا ہے، یہ نہیں کرتی، گھر میں میلی کچیلی رہتی ہے یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور وہ نہیں آتی، اس صورت میں شوہر بیوی کو مارنے کا بھی حق رکھتا ہے اور یہ بھی فرمایا گیا کہ کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا چاہئے کہ ان کی منگنیاں آئیں بلکہ عورت کا قدرت رکھنے کے باوجود بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ یہ مردوں سے تخبہ ہے، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورت کا بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں: اور کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد دہم)

مگر بہن! زینت و زیبائش کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ عورت ناجائز طریقے سے بناؤ سنگھار کرے اور حرام و حلال کا امتیاز نہ کرے، نیز فیشن کے اندر ہی ملوث ہو جائے، آج اسلامی افکار و نظریات سے دور رکھنے کے لئے اہل یورپ نے عورتوں کو بھی نت نئی فیشن کی ڈگر پر لاکھڑا کیا ہے اور اس کا سبب بھی وہی ٹی وی (T.V) وی سی آر (V.C.R) اور وی سی ڈی (V.C.D) اور فلمی کمپیوٹس ہیں۔

اب ہمارے ملک میں عورتیں بھی طرح طرح کے فیشنی کام کر رہی ہیں اور یہ مغربی تہذیب کا سیلاب بڑھتا جا رہا ہے۔ بالوں کو فیشنی رکھنا، پٹی کٹ رکھنا، ان کی فلمی ہیروئن کی طرح کٹنگ کروانا، لپ اسٹک لگانا، نیل پالش ناخنوں پر ملنا، اس طرح کے بے شمار افعال آج نوجوان لڑکیاں اختیار کر رہی ہیں، ذرا انہیں ان کے بارے میں جو وعیدیں آئی ہیں ان پر غور کرنا چاہئے اور اپنے کو تباہی کے راستے سے ہٹانا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت اس عورت پر جو بال ملائے یا دوسرے سے بال ملوائے اور کودنے والی اور کودوانے والی پر۔ (صحیح بخاری، باب المفحات للحس،

برقم: ۵۹۴۰۔ ایضاً ابو داؤد، کتاب الترحل، باب فی صلة الشعر، برقم: ۴۱۷۰)

آج کل عورتیں بال کٹواتی ہیں ان کو اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے، اگر شوہر بال کٹوانے کا حکم دے تو اس سلسلے میں بھی یہی حکم ہے کہ ناجائز ہے، کیونکہ فرمایا گیا ہے:

لا طاعة لاحد فی معصية الله

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام میں کسی کی اطاعت (کہنا ماننا) جائز نہیں۔

میک اپ، ناخن پالش اور لپ اسٹک سے عورتوں کو کتنا نقصان پہنچتا ہے اس سلسلے میں ایک مغربی مفکر اور ماہر حفظانِ صحت کیا کہتا ہے؟ اس کو غور سے سنئے:

میری زندگی فطرت کے مسلسل مطالعے میں گزری ہے، اس بات کو غور سے دیکھا کہ ہم فطرت کے قریب رہتے ہوئے فطرت سے دور نہیں جا رہے۔

فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکا دیا ہے، میک اپ حسن نسواں (عورتوں کی خوبصورتی) کے لئے تھا جتنا نقصان اس نے عورتوں کے حسن کو پہنچایا ہے شاید ہی کسی چیز نہ دیا ہو، جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے، بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کر دی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا نقصان کم ہے جتنا میک اپ سے ہوا ہے۔

اور بہن! ناخن پالش کے نقصانات تو بہت ہیں ساتھ ہی ساتھ اس کی موجودگی میں وضو اور غسل بھی صحیح نہیں ہوتے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ وضو اور غسل میں ایک بال کے برابر بھی اگر کوئی جگہ چھوٹ جائے تو اس کی وجہ سے وضو اور غسل صحیح نہیں ہوں گے، اگر جنابت کا غسل ہو تو پھر مرد یا عورت ناپاک کے ناپاک رہیں گے کیونکہ ناخن پالش کی وجہ سے ناخنوں تک پانی کی رسائی نہیں ہو سکتی بلکہ پانی اسی پالش پر سے گزر جاتا ہے۔

اس کو مہندی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ مہندی حرم دار نہیں ہوتی اور ناخن پالش میں جرم (دلدار) ہے، ناخن پالش کے نقصانات کے بارے میں ذرا ایک دانشور کے یہ الفاظ بھی پڑھئے:

ہومیو پیتھک کے ماہرین کے مطابق رنگ انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہوتا ہے، چونکہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور یہ رنگ اشتعال، غصہ اور ربلڈ پریشر (Blood Pressure) ہائی کرتا ہے اس لئے وہ مرد یا عورتیں جو اس مرض میں پہلے سے مبتلا ہوں، ان کے امراض میں فوری اضافہ ہوتا ہے اور صحت مند آدمی بھی آہستہ آہستہ ان امراض (بیماریوں) کی

طرف مائل ہو جاتا ہے۔ (سنت نبوی ﷺ اور حلیہ سائنس، ج ۱ ص ۳۲۵)

مغربی اور یورپی کلچر اور تہذیب کی چکا چونڈ نے مسلم عورتوں کو ایک بڑے خطرناک موڑ پر لاکھڑا کر دیا ہے اور ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی یہ کمزور عورت روز بروز اس کے فریبوں کا شکار ہوتی جا رہی ہے، اسے یہ معلوم نہیں کہ اس فیشن اور عریانی نے اس کی عصمت و ناموس کو

بدمر بازار نیلام کر دیا ہے اور اب وہ اپنے جسم کے آگے نمائش کرنے میں فخر محسوس کر رہی ہے۔

کپڑوں میں بھی عریاں بدن اسکن کلر کے پیرہن!
ہیں عورتوں کے زیب تن باپ اور بھائی سب مگن
ان میں حمیت و غیرت اب کہاں؟ تہذیب حاضر الاماں!

یہ دیکھو لپ اسٹک (Lip Stick) کے دنیوی نقصانات کیا ہے؟ ماہرین کے مطابق لپ اسٹک ہونٹوں کو قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے، بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار وائرس جنم لیتے ہیں، جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں، علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض لگتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ اسٹک لگانے کے چھ گھنٹے تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچانا چاہئے ورنہ ہونٹوں پر فنگس ہونے کے خدشات ہیں، لہذا عورتوں کے لئے لپ اسٹک مضر (نقصان دہ) ہی ہے۔ (بیوٹی رپورٹ، سنت نبوی ﷺ)

اور جلدیل سائنس، ص ۳۷۰

سلمہ: بہن! زینت کے اندر خوشبو اور زیورات بھی شامل ہیں تو پھر اس سلسلے میں شریعت کا حکم عورتوں کے لئے کیا ہے؟

فاطمہ: سلمہ! ایسا کہ جس چیز کو خدا و رسول جل و علا ﷺ نے ہمارے لئے جائز اور رکھا ہے، وہ ہمارے لئے مفید ہے اور جس سے منع فرمایا ہے اس میں یقیناً ہمارا نقصان و خسارہ اور گھاٹہ ہے، شریعت میں عورتوں کے لئے خوشبو اور زیورات کی اجازت دی گئی ہے مگر اس میں کچھ لوازمات اور قوانین ہیں، ان حدود و قوانین کے اندر ہی وہ یہ چیزیں اختیار کر سکتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سن لو! مردوں کی خوشبو وہ ہے جس میں بو ہو اور رنگ نہ ہو اور عورتوں کی

خوشبو وہ ہے جس میں رنگ ہو بو نہ ہو۔

یعنی مردوں میں خوشبو مقصود ہے اس کا رنگ نمایاں نہ ہونا چاہئے کہ بدن یا کپڑے

رنگین ہو جائیں اور عورتیں ہلکی خوشبو استعمال کریں کہ یہاں زینت مقصود ہوتی ہے نیز خوشبو سے بلاوجہ لوگوں کی نگاہیں اٹھیں گی۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶)

ہماری بہت سی ماں بہنیں ایسی ایسی خوشبوئیں استعمال کر کے بازاروں اور سڑکوں سے گزرتی ہیں کہ عیاش مردان کو نظر بد سے دیکھنے لگتے ہیں، ظاہر ہے کہ عورت خود لوگوں کو اپنی طرف متوجہ ہونے کی دعوت دے رہی ہے، رب قدر ہماری بہنوں کو عقل سلیم عطا فرمائے کہ وہ اپنی عزت و آبرو کی قدر و منزلت پہچانیں۔

رہا زیورات کے بارے میں آپ کا سوال؟ تو بہن سو! اس سلسلے میں عورتوں کو سونے اور چاندی کے زیورات کی اجازت دی گئی ہے اور مردوں کو صرف چاندی اور وہ بھی فقط ایک نگینہ کی جو ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لئے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔

رہا سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے زیورات، تو اس بارے میں مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں حکم ہے یعنی دونوں کے لئے ناجائز ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں مستند کتب فقہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ

فتاویٰ شامیہ میں جوہرہ سے ہے کہ مردوں اور عورتوں کے لئے لوہے، پیتل،

تانبے اور سیسے کی انگوٹھی پہننا مکروہ ہے اور اس میں غایۃ البیان سے منقول ہے

کہ ”سونے اور پیتل کی انگوٹھی حرام ہے“۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۰ ص ۱۵)

ہاں اگر لوہے کی انگوٹھی پر چاندی کا (عورت کے لئے سونے کا) خول چڑھا دیا کہ لوہا بالکل دکھائی نہ دے تو اس انگوٹھی کی ممانعت نہیں، یعنی پہن سکتے ہیں۔ (فتاویٰ فیض الرسول، ج ۲)

اور کانچ کی چوڑیاں پہننے میں حرج نہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں کہ (کانچ کی چوڑیاں) جائز ہیں: لعدم المنع الشرعی (یعنی کسی شرعی

رکاوٹ کے نہ ہونے کی وجہ سے) بلکہ شوہر کے لئے سنگا کی نیت سے مستحب۔ (فتاویٰ رضویہ)

ہاں کسی بھی قسم کی چوڑیاں عورتیں منہار (یعنی چوڑیاں بیچنے اور بنانے والے) کو بلا کر پردہ سے ہاتھ نکال کر پہنتی ہوں، ناجائز بلکہ حرام، حرام، حرام ہے۔ ہاتھ دکھانا، اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا، سب حرام ہیں بلکہ جو مرد اسے اپنی عورتوں کے ساتھ روارکھے وہ دیوث (یعنی بے غیرت) ہے۔

اسی طرح بہت سی عورتیں اپنے لباس (کپڑے) سلوانے کے لئے ان درزیوں کے پاس جاتی ہیں جو مرد ہوتے ہیں مگر لیڈ بزنس ٹیلر ہوتے ہیں اور پھر ان سے کپڑے کا ناپ دلاتی ہیں اور وہ بے حیا اور بے شرم عورتوں کے جسم کو ہاتھ لگاتے ہیں، جو کبھی کبھی بڑے فتنے کا سبب بن جاتا ہے اگر انہیں اپنے کپڑے بنوانے ہی ہیں تو یا تو کسی عورت کے پاس جا کر ناپ بنوائے، اور اگر کوئی عورت ٹیلر نہ ملے تو اپنے پرانے کپڑے درزی کے پاس بھجوا دیں تاکہ اس کے برابر اور اس کے مطابق وہ کپڑے بنی دے۔

سلمہ: بہن! آج کل ہمارے معاشرے میں بہت سی عورتیں جادو ٹونا، جنت منتر اور جھاڑ پھونک کرتی پھرتی ہیں اور شوہر کوماں سے باپ سے اور دیگر ساس کے گھروالوں سے جدا کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ان کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ ذرا تفصیل سے بیان کیجئے تاکہ ایسی عورتیں ان احکام سے کچھ عبرت حاصل کر سکیں۔

فاطمہ: اس بیماری اور برائی کے بارے میں انشاء اللہ تفصیل سے بتاؤں گی مگر پہلے جادو ٹونے کی مذمت پر قرآن و احادیث سے چند فرمودات خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سنو! یہ حقیقت ہے کہ جادو ٹونا اور جھاڑ پھونک زمانہ جاہلیت سے عرب و غیرہ میں رائج تھے اور وہ ایک دوسرے کے نقصان پہنچانے کی غرض سے اس طرح کے غلط کام کیا کرتے تھے اور شرک پر مشتمل الفاظ استعمال کر کے ان کے ذریعے اپنے بڑے مقاصد کو پورا کرتے، اسلام نے ایسے جادو اور شرکیہ منتر سے قطعی طور سے ممانعت فرمادی بلکہ اس کی سخت مذمت کی۔

حضرت ابو اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثَلَاثٌ آدَمِيَّ جَنَّتْ فِي دَاخِلِ نَهْهٍ هُوَ الْغَيْبُ (۱) ہمیشہ شراب پینے والا، (۲) رشتہ

توڑنے والا، (۳) جادو کی تصدیق کرنے والا۔

معلوم ہوا کہ جادوگر کی ہی مذمت، برائی اور حرمت نہیں بیان کی گئی بلکہ جادوگر کی تصدیق کرنے والے کو بھی ناکید کی گئی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص جوٹی یا جادوگرا کا ہن کے پاس سوالات کرے اور اس کی باتوں کو سچ مانے، اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ ہدایات سے کفر کیا۔

اور بہن یہ بیماری اور برائی مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں ہی زیادہ پائی جاتی ہے، اس لئے قرآن کریم میں اس کو عورتوں کے ساتھ اس طرح بیان کیا گیا:

﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَثِ فِي الْعُقَدِ﴾ (الفلق: ۱۱۳/۴)

ان کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) جو پھونکے مارتی ہیں گروہوں میں۔

لہذا ہمیں ان ارشادات کو پڑھ کر جادو جیسی خطرناک برائی سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہئے، رہا جنت منتر اور جھاڑ پھونک تو اس سلسلے میں بھی ہمیں شریعت نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ ایسا جھاڑ پھونک جس میں شرکیہ الفاظ اور دیگر ناجائز افعال اور باتیں ہوں ان سے بچنا ضروری ہے، مگر ایسے جھاڑ پھونک جس میں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں سے کوئی اسم مبارک، کوئی آیت قرآنی یا سرور دو عالم ﷺ کی زبان پاک سے نکلا ہوا کوئی جملہ یا جس نقش میں یا دم میں شرکیہ بات نہ ہو اس کا کرنا جائز ہے، حضور خود بھی اپنے آپ کو دم فرمایا کرتے تھے اور صحابہ کرام پر بھی دم کرتے اور حسنین کریمین (امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما) کو حضور دم فرمایا کرتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۵، ص ۷۲۶)

جیسا کہ صحیح مسلم میں بھی ہے کہ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم زمانہ جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، اب اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا:

جو پڑھ کر تم دم کیا کرتے تھے، وہ مجھے سناؤ، جھاڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں

ہے، جب تک اس میں شرک نہ ہو۔

بہن! ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز اسی وقت نفع پہنچاتی ہے جب اذن الہی ہو، حکم ربی ہو، اس کے علاوہ کوئی چیز بھی اثر نہیں کرتی، اگر جڑی بوٹیاں، کولیاں، شربت، معجونیں اور ٹیکے اذن الہی سے صحت و عافیت کا سبب بن جاتے ہیں تو اللہ کے اسمائے حسنی آیات قرآنی اور فرمودات رسالت ﷺ اذن الہی سے کیوں مؤثر (اثر کرنے والے) نہیں ہو سکتے۔ (تفسیر ضیاء القرآن، جلد ۵ ص ۷۲۷)

اور میرے آقائے تو اس سلسلے میں فرمایا ہے کہ

تم میں سے جو شخص اپنے کسی بھائی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے وہ ضرور پہنچائے۔ (مسلم شریف)

مگر بہن یاد رکھنا! جس طرح غلط اور شرکیہ جھاڑ پھونک اور تعویذ ڈورنے کرنا ناجائز ہے، اسی طرح عورت کے لئے یہ بھی ناجائز ہے کہ وہ اپنے شوہر کو اپنی ساس خسر اور اپنی ساس کے دیگر گھر والوں سے بالکل دور کرنے والے تعویذ وغیرہ کرائے، کیا اسے معلوم نہیں کہ شوہر جس طرح اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے گا اسی طرح اسے اپنے والدین بہن بھائی وغیرہ کے بھی تو حقوق ادا کرنے ہیں، اب اگر عورت اس طرح کے تعویذ گنڈے کر دے شوہر کو اس کے رشتہ داروں سے کاٹ دے تو پھر وہ حقوق العباد کی ادائیگی نہیں کر پائے گا تو ضرور عورت ان حقوق کی پامالی کے گناہ میں شامل ہوگی۔

لہذا ہماری ماں بہنوں کو اس طرح کے گندے خیالات اپنے دل و دماغ سے نکال دینے چاہئے کہ شوہر صرف ہمارا ہی مطیع و فرمانبردار رہے اور کسی کی کچھ بات نہ سنے یا نہ مانے۔ بلکہ عورت کو بھی چاہئے کہ اگر شوہر حقوق العباد سے ناواقف ہے تو اسے اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اس کے دوسرے رشتہ داروں کے حقوق کے بارے میں آگاہ کرے تاکہ اسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر (بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا) کی فضیلتیں حاصل ہوں اور اس کا خانہ معیشت عمدہ طریقہ سے آباد ہو جائے۔ واللہ هو الموفق و المعین

سلمہ: اچھا بہن یہ بتائیے کہ آج کل بہت سی عورتیں باباؤں کے پاس جاتی ہیں اور ان کی مکاریوں کو دیکھ کر ان سے طرح طرح کی باتیں دریافت کرتی ہیں، وہ حضرات

بٹھاتے ہیں اور وہ عورتیں جو کچھ پوچھتی ہیں، وہ ان کے بارے میں کچھ بتاتے ہیں، کیا انہیں غیب کا علم ہے؟ کیا ان کے اندر کوئی بزرگ غوث اعظم، خواجہ غریب نواز، میراں داتا، مخدوم سمنان رضی اللہ عنہم جمعین آتے ہیں؟

قلم: یہ سب غلط اور بے بنیاد باتیں ہیں، بھلا جن بزرگوں نے زندگی بھر پر دے وغیرہ کا حکم دیا ہو، غیر شرعی باتوں سے خود بھی بچے ہوں اور دوسروں کو بھی بچنے کی تلقین کی ہو وہ اب بعد وصال بے پردہ عورتوں کے جسم میں کیسے داخل ہو سکتے ہیں؟ یہ سب جنات کی کہانیاں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، جن کو پروردگار عالم جل جلالہ نے آگ سے پیدا فرمایا جیسا کہ پاک پروردگار عالم جل و علا نے قرآن شریف کے اندر فرمایا ہے:

﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ﴾ (الرحمن: ۱۵، ۱۶)

ترجمہ: انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

تفسیر مظہری میں ہے ”جن اجسام ہیں ان میں ارواح ہوتی ہیں، جس طرح حیوان، یہ انسان کی طرح غفلت مند ہوتے ہیں، لوگوں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں اسی لئے انہیں جن کہا جاتا ہے ان کی تخلیق (پیدائش) آگ سے کی گئی ہے، آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی مٹی سے ان میں مز بھی ہیں اور مادہ بھی، ان کی اولاد بھی پیدا ہوتی ہے لیکن فرشتے زماہ نہیں ہوتے۔

آیات قرآنی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جنات کی پیدائش انسان سے بہت پہلے ہوئی تھی، شیطان جنوں کا ہی ایک فرد تھا جو آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت موجود تھا، اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کے باعث راندہ درگاہ بن گیا تھا۔ (ضیاء القرآن، ج ۵ ص ۳۸۴)

ہاں بہن! وہ لوگ جو بابا بنے ہوئے ہیں ان کے پاس جنات آتے ہیں، جو اس آدمی کی آواز میں بات چیت کرتے ہیں، کیونکہ انہیں اختیار دیا گیا ہے کہ جو چاہے شکل بن جائیں اور کبھی وہ حضرات بزرگ اور پیر صاحب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کو کئی ایک وردو

وظیفہ کے مشورے بھی دیتے ہیں۔

جس طرح بعض انسانوں کو بھیڑ جمع کرنے میں لطف آتا ہے اسی طرح بعض جنات کو بھی جمع کرنے میں مزا آتا ہے اور وہ نیکی کے کام بتا کر لوگوں کی بھیڑ جماتے ہیں۔ تفسیر فتح العزیز میں ہے:

بعض جنات اپنے آپ کو کسی بزرگ کے نام سے مشہور کر کے اپنی تعظیم و تکریم کرواتے اور اپنے پوشیدہ مکر و فریب سے لوگوں کی خرابی کے درپے رہتے ہیں۔

بعض مقامات پر بزرگ کی حاضری کا دعویٰ نہیں ہوتا بلکہ حاضرات میں براہ راست جن ہی کلام کرتا ہے، لوگ ان سے سوالات پوچھتے ہیں اور جنات جوابات دیتے ہیں۔ (جنات کی حکایت، ص ۱۷)

اب بہن! ذرا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ (جواہر سنت کو منہیات و منکرات سے بچانے میں زندگی بھر کوشش کرتے رہے اور صحیح راستے پر چلنے کی دعوت دیتے رہے) وہ حاضرات کے متعلق کیا فرماتے ہیں، سنئے:

حاضرات کر کے مؤکلان جن سے پوچھتے ہیں کہ فلاں مقدمہ میں کیا ہوگا فلاں کام کا انجام کیا ہوگا؟ یہ حرام ہے۔ مزید فرماتے ہیں:

تو اب جن غیب سے نرے جاہل ہیں ان سے آئندہ کی بات پوچھنی عقلاً حماقت اور شرعاً حرام اور ان کی غیب دانی کا اعتقاد ہو تو کفر ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

اور یہ بات آپ جانتی ہیں کہ علم غیب ذاتی صرف اللہ عز و جل کو ہے اور اس کی عطا سے علم غیب عطائی اس کے محبوب ﷺ اور انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو حاصل ہوتا ہے پھر ان کی توسط سے اولیائے کرام اور صالحین عظام کو حاصل ہوتا ہے۔

اس لئے بہن یہ بات یاد رکھنا کہ اس عقیدے کے ساتھ بابا کے پاس جانا کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں اور ہمیں ہمارا مسئلہ حل کر کے دیں گے، یہ غلط ہے اور آج کل تو اب

باباؤں اور ڈھونگی عالموں نے معاشرے اور ماحول میں نا اتفاقی اور پھوٹ کا بازار گرم کر رکھا ہے، ایک دوسرے کو لڑانا بھڑانا، کسی کو دشمن بنا دینا، یہ سب اپنی جیب بھرنے کے لئے کر رہے ہیں مثلاً اگر کسی عورت کو کچھ نقصان یا آسیب وغیرہ کی شکایت ہوگئی تو فوراً بابا کے پاس جاتی ہیں اور پھر اپنا کیس اس کے سامنے رکھتی ہے (اب یہاں پردہ وغیرہ کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا) پھر اس کے بعد بابا صاحب آنکھ وغیرہ بند کرتے ہیں اور دیگر فریب کاریاں کرتے ہیں، بعد میں وہ اس طرح جواب دیتے ہیں کہ ہاں آپ پر جادو یا آسیب کا اثر ہے اور یہ جادو اور آسیب کرنے والا وہ آدمی ہے یا عورت ہے جس کے نام کا پہلا حرف میم ہے، اب وہ مریض پریشان ہو جاتا ہے اور گھر میں یا رشتہ دار میں جو بھی میم سے شروع ہونے والا نام والا ہے، اس کے بارے میں شک و شبہ کرنے لگ جاتا ہے، بھلے ہی وہ بچہ زندہ کی بھر اس کا مشفق و مہربان رہا ہو، اب وہ اس کا دشمن بن جاتا ہے، اللہ رحم فرمائے ہمارے حال پر، کیا اس مریضہ کو یہ نہیں سوچھی کہ ہو سکتا ہے کہ میں کسی وقت ناپاکی کی حالت میں گھر سے باہر نکلی ہوں گی اور شاید کسی گندی جگہ جہاں شیاطین اکٹھا ہو جاتے ہیں، وہاں سے گزر رہا ہو تو اس کا اثر مجھ پر ہو گے ہوگا یا میں نے غسل وغیرہ پوری طرح نہ کیا ہوگا جس سے نجاس کا اثر باقی رہ گیا ہوگا اور میں کسی ناپاک جگہ پر چلی گئی ہوں گی، اگر یہ سوچ کر وہ اپنا محاسبہ کرتی پھر مناسب طریقے کے مطابق کوئی علاج کرواتی تو یہ نوبت نہ آتی، کیونکہ نیل پالش یعنی ناخن پالش وغیرہ سے غسل صحیح ہوتا ہی نہیں اور نجاست کا اثر باقی رہتا ہے لیکن کیا کریں۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اس لئے ہماری ماں بہنوں کو چاہئے کہ اگر خدا نخواستہ ایسا معاملہ پیش آجائے تو اس کی پہلے کوئی اپنی خامی وغیرہ کے مطابق تحقیق کرنی چاہئے، پھر اگر ڈاکٹری علاج ہے تو ٹھیک ورنہ کسی نیک اور باعمل عالم ربانی اور عامل شریعت و طریقت پیر صاحب سے کوئی تعویذ یا ورد وغیرہ حاصل کرنا چاہئے، انشاء اللہ اس کے نتائج عمدہ نظر آئیں گے۔

مسلمہ: بہن! اب ذرا ہماری ماں بہنوں کے لئے وہ حقوق شوہر بیان فرمائیے جس کی ادائیگی عورت پر لازم ہے اور ذرا ان کی تفصیل بھی بیان کیجئے، کیونکہ آج بہت سی عورتیں ان حقوق کی ادائیگی نہ کر کے معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں؟

فاطمہ: اسلام ہر مسلمان کو کامیابی اور کامرانی کی زندگی گزارنے کے لئے مسلمہ اصول اور قوانین پیش کرتا ہے کہ ان پر عمل پیرا ہو کر یقیناً کامیابی اور کامرانی حاصل ہو سکتی ہے، شریعت اسلامی میں ہر مسلمان کے لئے دو قسم کے حقوق کی ادائیگی لازم کی گئی ہے:

(۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد

چنانچہ حقوق اللہ کے اندر مندرجہ ذیل حقوق داخل ہیں:

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت (ایک ہونے) کا اقرار کرنا۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کی مازل کردہ کتابوں پر ایمان لانا۔
- ۳۔ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ کا سچا کلام ماننا۔
- ۴۔ سرکارِ مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنا۔
- ۵۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ کا دین برحق ماننا۔
- ۶۔ اللہ تعالیٰ کے جملہ احکام پر عمل کرنا۔
- ۷۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑھ کر اپنا مہربان اور مالک جاننا۔
- ۹۔ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک جاننا۔
- ۱۰۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا۔ (حقوق العباد)

ان کے علاوہ نواہی یعنی جن چیزوں سے بچنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان سے دور رہنا بھی ضروری ہے۔

حقوق العباد میں والدین کے حقوق، شوہر کے حقوق، بیوی کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، اساتذہ کے حقوق، شاگردوں کے حقوق وغیرہ شامل ہیں۔

مگر نکاح ہونے کے بعد مرد و عورت دونوں کے درمیان محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے نیز دونوں کی زندگی خوشگوار بنانے کے لئے اسلام نے شوہر اور بیوی دونوں پر ایک دوسرے کے کچھ حقوق متعین فرمائے ہیں، جن کی ادائیگی سے یہ رشتہ مضبوط اور محبت سے پُر ہو سکتا ہے اور پوری ادائیگی یقیناً اسے مستحکم اور مضبوط بنا دے گی۔

آج اکثر گھروں میں مرد و عورت کے درمیان جو نا اتفاقی کی شکایتیں ملتی ہیں اور مرد و عورت کے خاندان والوں میں نفرت کی فضا قائم ہو جاتی ہے یا پھر طلاق کی نوبت آ جاتی ہے، اس کی ایک بہت بڑی وجہ حقوق زن و شوہر کی پامالی بھی ہے۔

مرد و عورت کو پوری طرح قید کر کے اپنی زندگی اچھی بنانے کی کوشش کرنا ہے اور عورت شوہر کو اپنا غلام بنانے کی فکر مند رہتی ہے مگر دونوں کی سوچ و فکر غلط اور نامناسب ہے کیونکہ جب دونوں طرف کے خیالات ایسے ہوں گے تو پھر ازدواجی زندگی کی گاڑی چلنا بڑی مشکل ہے اور یہ لڑائی جھگڑے کے اسباب ہوں گے، اس لئے ہر عورت کو اپنے شوہر کے حقوق کی پوری پابندی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، انشاء اللہ اس کا نتیجہ عمدہ اور خوب تر نکلے گا۔

اب سنئے عورت پر شوہر کا پہلا حق یہ ہے کہ ہر حال میں یعنی جائز اور مباح کام میں شوہر کی فرماں بردار رہے اور اس کی رضا و خوشنودی کا لحاظ رکھے، اس لئے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے عورت کے لئے شوہر کے حقوق کی بہت تاکید فرمائی ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو ضرور حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے اور اگر شوہر بیوی کو یہ حکم دے کہ فلاں پتھر پہلے پہاڑ سے کالے پہاڑ پر لے جاؤ اور پھر کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر لے جاؤ تو

عورت کو یہ کام بھی کرنا چاہئے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۳۸)

بلکہ یہاں تک فرمایا گیا کہ شوہر کے حقوق کی ادائیگی کر کے ہی رب کے حقوق کی ادائیگی صحیح ہوگی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اگر میں کسی کو حکم کرتا کہ غیر خدا کے لئے سجدہ کر، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے عورت اپنے پروردگار کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کر دے۔

ان کلمات طیبات اور ارشادات رسول ﷺ سے معلوم ہوا کہ عورت اپنے شوہر کی اطاعت و فرماں برداری کرے اور کسی وقت اس کی نافرمانی نہ کرے، اگرچہ شوہر کسی بڑے کام کا حکم دے۔

اور اسی پر بس نہیں بلکہ ایک حدیث پاک میں یہاں تک شوہر کی اطاعت کی تاکید بیان کی گئی ہے کہ

قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر قدم سے سر تک شوہر کے تمام جسم میں زخم ہوں جن سے پیپ اور کچ لہو بہتا ہو، پھر عورت اسے چائے تو حق شوہر ادا نہ کیا۔

اب اگر عورت شوہر کو ناراض کرے اور اس کی فرمانبرداری نہ کرے، اسے کسی طرح کی تکلیف دے، تو اس کے بارے میں وعیدیں سنائی گئیں، اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جس عورت کو شوہر اپنے بستر پر بلائے اور وہ نہ جائے یہاں تک کہ شوہر اس سے ناراض ہو کر رات گزار دے تو فرشتے اس عورت پر صبح تک لعنت بھیجتے ہیں۔ (بحوالہ منهاج الصالحین، حقوق العباد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جب عورت اپنے شوہر کو ایذا دیتی ہے تو حور عین کہتی ہیں خدا تجھے قتل کرے، اسے ایذا نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آجائے گا۔ (امام احمد، ترمذی شریف)

ان ارشادات گرامی سے ان ماں بہنوں کو کو درس حاصل کرنا چاہئے جو بلا وجہ اپنے

شوہروں کے سامنے زبان درازی کرتی ہیں اور اپنی چہرہ زبانی سے انہیں تکلیفیں دیتی رہتی ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس سلسلے میں وہ اپنا دنیوی اور اخروی کتنا نقصان کر رہی ہیں اور یہ زبان درازی تو کبھی کبھی صرف اس وجہ سے شروع ہوتی ہے کہ شوہر ان عورتوں کی خواہش کی تکمیل نہیں کرتے، اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ جائز چیزیں مانگ رہی ہیں تو شوہر ضرور انہیں اپنی استطاعت کے مطابق لا کر دے، مگر اب بھی ان عورتوں کو زبان کھولنے کی اجازت نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ شوہر کو وہ چیز لانے میں دشواری ہو یا مالی حالت خراب ہو، اور اگر عورت غلط خواہش کرتی ہے مثلاً یہ کہ میں فیضی کپڑے چاہتی ہوں لا کر دو یا مزارات اولیاء پر جانا چاہتی ہوں جانے دو وغیرہ تو اس سلسلے میں عورت کو شوہر ڈانٹ سکتا ہے، مگر عورت کو لمبی زبان نکالنے کی ضرورت اور اجازت نہیں۔

اور بیوی کے لئے حدیث پاک میں یہ حکم دیا گیا کہ عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کہیں نہ نکلے اور نہ نفل نماز یا روزہ رکھے جیسا کہ ابو داؤد شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بغیر اجازت کے روزہ نہ رکھے اگر ایسا کیا یعنی بغیر اجازت روزہ رکھ لیا تو گنہگار ہوئی اور بغیر اجازت اس کا کوئی عمل مقبول نہیں، اگر عورت نے کر لیا تو شوہر پر ثواب ہے اور عورت پر گناہ، اور بغیر اجازت گھر سے نہ جائے، اگر ایسا کیا تو جب تک وہ نہ کرے اللہ اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! اگرچہ شوہر ظالم ہو؟ فرمایا: اگرچہ ظالم ہو۔

ہاں بہن! بیوی کو اس کا شوہر اگر نفلی عبادتوں کی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں بلکہ ثواب حاصل ہوگا۔

سلمہ: بہن فاطمہ! ہماری بہت سی ماں بہنیں جو نماز روزہ کی پابندی نہیں کرتی ہیں، اگر شوہر انہیں نماز وغیرہ کا حکم دیتا ہے تو زبان لمبی کرتی ہوئی اپنے شوہر کو برا بھلا کہہ دیتی ہیں، ان

عورتوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

فاطمہ: بہن سلمہ! آج ہماری بہت سی ماں اور بہنیں جو اس طرح اپنے شوہروں کی باتوں کا چلا چلا کر جواب دیتی ہیں، ان کے بارے میں پہلے یہ حدیث پاک سماعت کر لو، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عید قرباں یا عید الفطر کے دن رسول اللہ ﷺ عید گاہ کو تشریف لے گئے، راستے میں عورتوں کو ایک گروہ سے گزرتے ہوئے ان سے فرمایا:

اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ اور خیرات کرو، کیوں کہ مجھے دکھلایا گیا ہے کہ تم میں سے اکثر دوزخی ہیں۔

عورتوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس کا سبب؟ آپ نے فرمایا: تم لعن (طعن) بہت کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو اور تم میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے ہوشیار مرد کو بے وقوف نہ بنا دیتی ہو اور اس کی عقل ضائع نہ کر دیتی ہو۔

عورتوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی مرد کے مقابلے میں آدھی نہیں ہے؟ عورتوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ تو ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا:

یہ تو تمہاری عقل کا نقصان ہے اور جب تم حیض کی حالت میں ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہو اور نہ روزہ رکھ سکتی ہو۔

عورتوں نے عرض کی: یہ بھی درست ہے، آپ نے فرمایا: یہ تمہارے دین کا نقصان ہے۔ (بخاری شریف)

تو اس حدیث پاک سے ان عورتوں کو درس حاصل کرنا چاہئے جو بات بات پر شوہر کا پانی اتار دیتی ہیں، حالانکہ شوہر اس کی زندگی کامیاب بنانے اور اس کو کامیابی حاصل کرنے کی دعوت دیتا ہے، ایسی عورتوں کے بارے میں یوں تو کئی احادیث کریمہ میں وعیدیں بیان فرمائی گئی ہیں مگر اختصار اور وقت کم ہونے کی بناء پر ایک حدیث پر اکتفا کرتی ہوں، ہاں بہن! یہ بھی

سن لو کہ شوہر اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اس کی جائز خواہشوں کو حتی المقدور پورا کرے، مگر عورت اگر بے شرم اور بد چلن، بے حیا اور خلاف شرع کاموں کی مرتکب ہو، تو بعض صورتوں میں شوہر بیوی کو مار بھی سکتا ہے، مگر مارنے سے مراد وہی ایک دو بار ہلکی مار مار سکتا ہے نہ کہ خوب جم کر پٹائی کرے، تو سنو! ان امور پر شوہر اپنی بیوی پر سختی کرے:

۱۔ عورت اگر باوجود قدرت بناؤ سنگھار نہ کرے یعنی جو زینت شرعاً جائز ہے اس کے نہ کرنے پر مار سکتا ہے۔

۲۔ غسل جنابت (ناپاکی کا غسل) نہیں کرتی۔

۳۔ بغیر اجازت کے گھر سے چلی گئی جس موقع پر اجازت کی ضرورت تھی۔

۴۔ اپنے پاس بلایا اور نہیں آئی جب کہ حیض و نفاس سے پاک تھی اور فرض روزہ بھی رکھے ہوئے نہ تھی۔

۵۔ چھوٹے نہ سمجھ بچہ کے مارنے پر۔

۶۔ شوہر کو گالی دی گدھا وغیرہ کہا یا اس کے کپڑے پھاڑ دیئے۔

۷۔ غیر محرم کے سامنے چہرہ کھول دیا۔

۸۔ اجنبی شخص سے کلام کیا۔

۹۔ شوہر سے بات کی یا جھگڑا کیا اس غرض سے کہ اجنبی شخص اس کی آواز سنے۔

۱۰۔ شوہر کی کوئی چیز بغیر اجازت کسی کو دے دی اور وہ ایسی چیز تھی کہ عادتاً بغیر اجازت عورتیں ایسی چیز نہ دیا کرتی ہوں اور اگر ایسی چیز دی جس کے دینے پر عادت جاری ہے تو نہیں مار سکتا۔

۱۱۔ عورت اگر نماز نہیں پڑھتی تو اکثر فقہاء کے نزدیک شوہر کو مارنے کا اختیار ہے۔

(در مختلورد المحتلر۔ بہار شریعت حصہ ۹ ص ۱۱۹)

سلمہ: بہن فاطمہ! میں نے سنا ہے کہ کچھ الفاظ اور جملے ایسے ہیں کہ جن کے بولنے سے عورت اسلام سے نکل جاتی ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے؟

فاطمہ: آج آپ نے واقعی بہت اہم سوال کیا ہے، یقیناً دنیا اور مال کی محبت نے آج مسلمانوں کو دین کی تعلیم سے اس قدر دور کر دیا ہے کہ مسلمان مرد اور عورتیں مغربی اور گندی تعلیم اور تہذیب میں زندگی گزارتے ہوئے کبھی کبھی شریعت مطہرہ کی باتوں پر ایسے ایسے جملے استعمال کر جاتے ہیں کہ جن سے کافر ہو جاتے ہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے، مگر انہیں خبر نہیں ہوتی، اس لئے چند باتیں میں آپ کو بتاتی ہوں (نقل کفر کفر نہ باشد) تاکہ تم ایسی باتیں زبان پر لانے سے بچتی رہو اور دوسری ماں بہنوں کو بچانے کی کوشش کرو، بہار شریعت حصہ ۹ میں حضور صمد الشریعہ علامہ محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کلمات کو نقل فرمایا ہے:

- ۱۔ بسم اللہ شریف شراب پیتے وقت یا جوا کھیتے وقت یا زنا کرتے وقت پڑھنا کفر ہے۔
- ۲۔ جو کوئی مرد اور عورت یہ کہے میں شریعت کو نہیں مانتا یا مانتی تو ایسا کہنے والے کافر ہو جائیں گے۔

۳۔ کسی عورت کو شوہر نے حرام کام سے منع کیا، فو ٹو فلم یا بے پردگی سے روکا، تو اس پر بیوی نے کہا کہ دوسری عورتیں بھی تو ایسا کرتی ہیں، آگ لگی کیا شریعت صرف میرے لئے ہی رہ گئی ہے یا یہ کہہ دے کہ ہم شریعت پر عمل نہیں کریں گے ہم تو برادری کی رسموں کی پابندی کریں گے تو ایسا کہنے سے کافر ہو جائے گی۔

- ۴۔ یہ کہا خدا مجھے اس کام کے لئے حکم دیتا تب بھی نہ کرتی تو کافر ہو جائے گی۔
- ۵۔ کسی مرد یا عورت کو نماز پڑھنے کو کہا اس نے جواب دیا کہ نماز پڑھتی تو ہوں مگر اس کا نتیجہ نہیں یا کہا بہت پڑھی کیا فائدہ ہوا؟ یا کہا نماز پڑھ کر کیا کریں گے؟ کس کے لئے پڑھوں؟ ماں باپ تو مر گئے، یا بہت پڑھ لی اب دل گھبرا گیا، یا کہا پڑھنا نہ پڑھنا دونوں برابر ہیں، غرض اس قسم کے کلمات کہنا جن سے فرضیت کا انکار سمجھا جاتا ہو یا نماز کی تحقیر (ہلکا جاننا) ہوتی ہو یہ سب کفر ہے۔

۶۔ اولاد وغیرہ کے مرنے پر رنج اور غصہ میں اس قسم کی بولیاں بولنے لگے کہ خدا کو بس میرا بیٹا ہی مارنے کو ملا تھا یا دنیا بھر میں مارنے کے لئے میرے بیٹے کے سوا خدا کو دوسرا

کوئی ملتا نہیں تھا، یا خدا کو ایسا ظلم نہیں کرنا چاہئے تھا، اللہ نے بہت برا کیا کہ میرے اکلوتے بیٹے کو مار کر میرا گھر بے چراغ کر دیا، اس قسم کی بولیاں بول دینے سے مرد اور عورت کافر ہو جاتے ہیں، اس لئے بہن! ہمیں اس طرح کی غلط اور کفری باتیں بولنے سے پرہیز کرنا چاہئے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنا چاہئے۔

سلمہ: اچھا بہن! اب چلتے چلتے ذرا ان بہنوں کی رہنمائی فرمائیے جو کسی عذر سے یا بغیر کسی عذر کے نمازیں قضا کر چکی ہیں، وہ قضائے عمری کس طرح ادا کریں؟

فاطمہ: آج آپ نے بہت اہم اور ضروری بات دریافت کی ہے، میں انشاء اللہ اس کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کروں گی، مگر پہلے یہ بھی سنتی چلیں کہ جس طرح قرآن و احادیث میں نماز کی فضیلتیں اور نماز پڑھنے والوں کے لئے ثمرات و برکات کی بشارت سنائی گئی ہے، اسی طرح نماز نہ پڑھنے پر طرح طرح کے عذابات اور وعیدیں سنائی گئی ہیں، چنانچہ ہمارے پیارے آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

جس نے قصد نماز چھوڑی اس کا نام جہنم کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں سرکار پیارے مصطفیٰ مدنی دانا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جس دین میں نماز نہیں اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ (بخاری شریف)

آج ہماری ماں بہنیں ذرا ذرا سی بات پر نماز ترک کر دیتی ہیں یا پھر یہ کہتی ہیں کہ تھوڑی دیر بعد نماز ادا کر لی جائے گی پہلے یہ کام کر لیا جائے، کبھی کبھی یہاں تک بول دیتی ہیں ہ پہلے پورے دن کا کام کر لیا جائے بعد میں ساری نمازیں ایک ساتھ پڑھ لی جائیں گی۔ الغرض کئی ایک بہانے نماز نہ پڑھنے کے سلسلے میں بناتی ہیں۔

لیکن بہن سلمہ! اگر انہوں نے نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر نمازیں قضا کر دیں تو پھر وہ ان کی قضا کیوں نہیں پڑھتیں؟ حالانکہ انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ دنیا چند روزہ اور فانی ہے اگر نماز پڑھے بغیر وہ دنیا سے چلی گئیں تو ایک طرح کا بوجھ لے کر جائیں گی، نیز انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ عز و جل کی بارگاہ میں اگر وہ سچے دل سے توبہ کر لیں پھر قضائے عمری

ادا کر لیں تو ان کے لئے فائدے ہی فائدے ہیں۔

ہاں! بہت سی عورتیں قضا نمازوں کو ادا کرنے سے اس لئے غفلت برتنے ہیں کہ معلوم نہیں کہ ہماری زندگی بھر میں آج تک کتنی نمازیں قضا ہوئیں، ان کی تعداد معلوم نہیں ہے، حالانکہ بہت سی عورتیں نفل نمازیں پڑھ لیتی ہیں مگر قضا نہیں پڑھتیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح بھوک کی کمزوری، جسم پر تیل کی مالش اور ورزش سے نہیں مٹی یا خیرات کرنے سے کسی کا قرض ادا نہیں ہوتا، بالکل اسی طرح نفلی عبادات سے قضا فرض ادا نہیں ہوتے کہ فرائض اور واجبات کو قضا ادا کرنا ہی ہے۔

اب آئیے میں آپ کو قضا نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ اور آسان صورتیں بتا دوں تاکہ آپ اور ہماری دوسری بہنیں اس طرح جلد اپنی نمازیں ادا کر سکیں۔

سب سے پہلے یہ بات یاد رکھیں کہ آج تک آپ کے بالغ ہونے کے بعد کتنے دنوں یا مہینوں یا سالوں کی نمازیں قضا ہوئیں، آج تک کی فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کا میزان اور جوڑ لگائیں اور اندازے سے کچھ زیادہ ہی شمار کریں تاکہ جو زیادہ ہو جائیں وہ نوافل ہو جائیں گے مگر کم نہیں گننا چاہئے۔

میری پیاری بہن! قضا نماز صرف مکروہ اوقات (طلوع آفتاب سے ۲۰ منٹ تک، غروب آفتاب ۲۰ منٹ پہلے سے اور ضحوة کبریٰ زوال سے پون گھنٹہ پہلے) کے علاوہ ہر وقت ہمیشہ پڑھی جاسکتی ہیں بلکہ ہماری جو ماں بہنیں فرض نمازوں کے بعد نفل یا فرض سے پہلے جو سنت غیر مؤکدہ پڑھتی ہیں، انہیں نوافل اور سنن غیر مؤکدہ کے بجائے اپنی قضا نمازیں ہی ادا کرنی چاہئے۔

اور بہن شریعت مطہرہ نے قضا نمازوں کی ادائیگی کے لئے کئی آسانیاں اور سہولتیں بھی بتائی ہیں، اگر ان سہولتوں کے مطابق ہماری ماں بہنیں قضا نماز ادا کریں گی، تو میں سمجھتی ہوں کہ وہ بہت جلد قضا نمازیں ادا کر لیں گی، اب وہ سہولتیں اور رعایتیں ملاحظہ کریں۔

۱۔ جب قضا نماز ادا کرنا چاہیں تو سورہ فاتحہ کے بعد چھوٹی سورتیں پڑھیں اور چار رکعت

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں الحمد شریف پوری سورت پڑھنے کی بجائے صرف تین بار سبحان اللہ کہہ کر رکوع میں چلی جائیں۔

۲۔ رکوع اور سجدے میں تین بار تسبیح کے بجائے صرف ایک بار تسبیح پڑھیں۔

۳۔ وتر کی تیسری رکعت میں الحمد للہ اور سورت پڑھ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھے اور دعائے قنوت کے بجائے صرف تین بار رَبِّ اغْفِرْ لِي کہہ کر رکوع میں چلی جائے۔

۴۔ آخری رکعت کے تشہد یعنی التحیات عبدہ و رسولہ کے بعد درود ابراہیم اور دعائے ماثورہ کے بجائے اللھم صل علی محمد و آلہ و صحبہ اجمعین پڑھ کر سلام پھیر دے۔

سلمہ: اب ذرا بتائیے بہن کہ قضا نمازوں میں نیت کس طرح کریں؟

فاطمہ: قضا نمازوں میں ہر نماز کی نیت میں ”سب سے پہلے جو قضا ہوئی“ کا لفظ بڑھائیں مثلاً نیت کی میں نے دو رکعت نماز فرض فجر کی سب سے پہلی قضا، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف، اللہ تعالیٰ کے واسطے، اسی طرح ہر نماز کی نیت کریں۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمان مرد اور عورتوں کو نمازوں کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نمازوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے نیز قضا نماز کی عمری جلد سے جلد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریا کاری اور غرور سے بچائے، عبادتوں میں اخلاص اور للہیت کی دولت پیدا فرمائے۔ آمین بحاء سید المرسلین صلوات اللہ و سلامہ علیہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم اجمعین